

FEBRARY 2011

202

Regd. # SC-1177

گستاخِ رسولﷺ کی سزائے موت

(چند ضروری وضاحتیں)

تصنیف

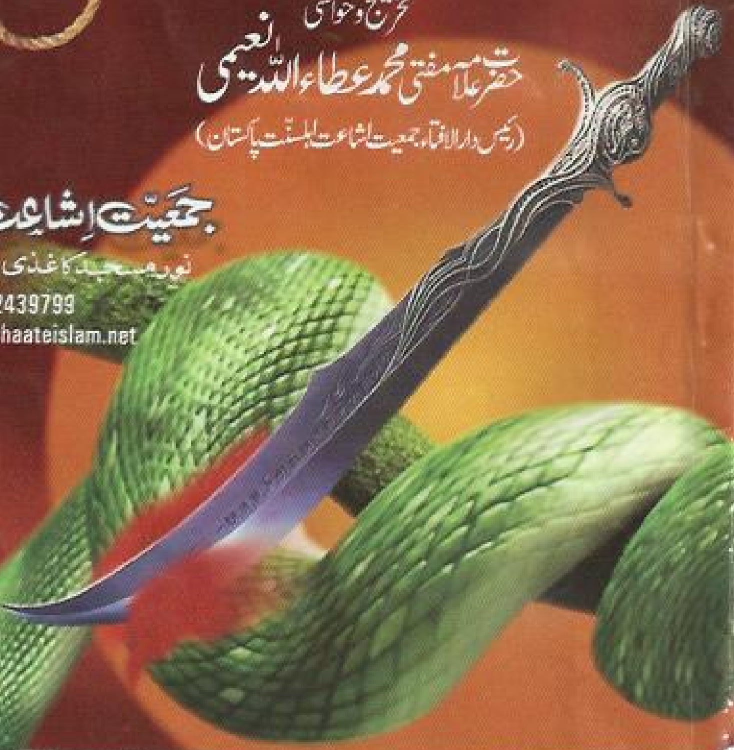
حضرت علامہ سیّد ریاض حسین شاہ صاحب

(ناظمِ اعلیٰ جماعت اہلسنّت پاکستان)

تخریج وحواشی

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ النعیمی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان)



جمعیّت اِشاعت اہلِسُنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799

Website : www.ishaateislam.net

نام کتاب : گستاخِ رسول کی سزائے موت
چند ضروری وضاحتیں

مؤلف : مولانا سید ریاض حسین شاہ مدظلہ العالی

تحشیہ وتخریج وتقدیم : مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

سن اشاعت : ربیع الاول ۱۴۳۲ھ/فروری ۲۰۱۱ء

تعداد اشاعت : ۳۲۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

غزوۂ تبوک کے بعد سے لے کر جب تک مسلمان ہر میدان میں غالب تھے اور مسلمانوں کی عدالتیں مخالفینِ اسلام کے دباؤ سے بالکل آزاد تھیں، تب ایسا واقعہ پیش آتا تو ''توہینِ رسالت ﷺ'' کا مُجرم موت کی سزا پا کر اپنے انجام کو پہنچتا تھا، بلکہ نویں صدی کے وسط میں جب اُندلس میں ''شاتمینِ رسول'' نے ایک گروہ کی صورت اختیار کرلی تو مسلمان حکمرانوں نے کوئی نرمی نہیں برتی، اوراس کیس کا ہر مُجرم موت کی سزا سے دوچار ہوا، یولوجیس نامی ایک عیسائی شخص اُس گروہ کا سرغنہ تھا اور اُس کی موت کے ساتھ اُندلس سے اِس گروہ کا خاتمہ ہوگیا، تفصیل کے لئے ''تاریخ ہسپانیہ'' (۱/۲۰۰) ملاحظہ ہو۔

قانونِ توہینِ رسالت ﷺ کے خلاف آواز اگر مغربی میڈیا، یہودی وعیسائی ممالک سے اُٹھتی ہے یا اُس کے خلاف کمیونسٹ، مسیحی دنیا کے پوپ، یہودی راہب واویلا کرتے ہیں یا غیر مسلم NGOs شور مچاتے ہیں تو یہ خلاف توقع نہیں ہے، اِس لئے کہ اُن کی اسلام دشمنی، اسلام اور اہلِ اسلام سے عناد ڈھکا چھپا نہیں ہے، اِن لوگوں نے صدیوں سے اسلام کے خلاف جنگ جاری رکھی ہوئی ہے، اُن کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف گرم وسرد جنگ کے شعلے بھڑکائے جاتے رہے ہیں اور آئندہ بھی اُن سے خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی، لیکن مسلمان کہلانے والے اُن لوگوں کا کردار شرمناک ہے جو آسیہ نامی مسیحی خاتون کے خلاف توہینِ رسالت ﷺ کیس سے لے کر ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت سے اُس کے خلاف فیصلہ آنے تک خصوصاً ۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو فیصلہ آنے کے بعد اس قطعی اجماعی قانون کے خلاف ہر سطح پر واویلا کرنے میں مصروف ہیں، اُس میں حکومتی وغیر حکومتی، سیاسی وغیر سیاسی سبھی قسم کے لوگ شامل رہے، اُن میں سب سے شرمناک کردار گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا رہا جس نے اس اہم اور نازک معاملے کو اُس کے طریقہ کار کے مطابق اُس کے منطقی انجام تک رکھنے کے بجائے ''قانونِ توہینِ رسالت ﷺ'' کو ''کالا قانون'' کہہ کر اُسے ظالمانہ قرار دے دیا جو خود توہین ہے، تاثیر نے جس طرح ایک مُجرمہ مسیحی خاتون کہ جس پر توہینِ رسالت ﷺ کا الزام

تھا اور ایک عدالت سے جس کا شاتمہ ہونا ثابت بھی ہو چکا تھا کے سر پر ہاتھ رکھا اور اُس کو صدرِ مملکت کی طرف سے معاف کروانے کے جس عزم کا برملا اظہار کیا وہ پاک سرزمین کے بسنے والے اسلامیان کے لئے حیرت انگیز ہی نہیں بلکہ اشتعال انگیز بات تھی، انہیں گورنری کے عہدے پر فائز تاثیر سے قطعاً یہ اندیشہ نہ تھا کہ وہ آقائے دوجہاں، سردارِ عالم و عالمیاں، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی توہین میں سزا یافتہ آسیہ کے پاس جیل جاکر اُسے معافی کا اطمینان دِلا کر ملعون رُشدی کا سا کردار ادا کرے گا۔

اہلِ اسلام کہ جن کے نزدیک توہینِ رسالت ﷺ کے مرتکب کی اِعانت اور اُس سے اظہار ہمدردی، توہینِ رسالت ﷺ کے قانون کو جو صرف اور صرف قتل ہے ظالمانہ قرار دینا بھی توہینِ رسالت ﷺ ہے، ایسے میں کسی مسلمان کا مشتعل ہو جانا، اُس قائل، ہمدرد اور معاون کو اُس کے انجام تک پہنچا دینا کچھ بعید نہ تھا، پھر اسلام کے دعویدار اُن لوگوں کا کردار افسوسناک ہے جو سلمان تاثیر قتل کو بہیمانہ اور ظالمانہ قرار دینے اور اُس پر عوام و خواص کی ایک بھاری اکثریت کے ردِّ عمل کو مذہبی انتہا پسندی قرار دینے میں مصروف ہیں یہ سلسلہ جاری تھا کہ ایک کالم نگار انصار عباسی نے ''علماء کنفیوژن دُور کریں'' کے عنوان سے ایک کالم لکھا جو ''روزنامہ جنگ کراچی'' کی بروز جمعہ، ۷ جنوری ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں شائع ہوا جس میں اُس نے علماءِ دین سے چند سوالات کا جواب طلب کیا تو جماعت اہلِ سنّت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مُبلغ اسلام حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے تقریباً ۲۱ صفحات کا ایک رسالہ تحریر فرمایا جو ایک رسالے کی صورت میں اور متعدد ماہناموں جیسے ''ماہنامہ مصلح الدین'' اور ''ماہنامہ دلیلِ راہ'' اور سہ ماہی ''سفینۂ بخشش'' وغیرہا میں شائع ہوا۔

ہمارے ادارے جمعیت اشاعت اہلِ سنّت پاکستان کے شعبہ نشر و اشاعت کی کمیٹی نے اسے اپنی ماہانہ اشاعت شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور اس پر نظرِ ثانی کرنے اور اِس میں مذکور نُصوص کی تخریج اور اُس پر ضروری حواشی تحریر کرنے کی ذمہ داری ہمارے ادارے کے شیخ الحدیث محترم مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب کو سونپی گئی، لہٰذا مفتی صاحب نے شعبۂ تخصص فی الفقہ کے طلباء حضرت علامہ بلال معروف قادری، حضرت علامہ شاکر قادری اور حضرت علامہ

محمد جنید قادری کی معاونت سے اُس پر ایک گرانقدر مقدمہ تحریر کیا اور اُس مذکورہ عبارت کی تخریج کے ساتھ ساتھ اُس پر مفید حواشی بھی تحریر فرمائے۔

اس طرح ادارہ اسے اپنی سلسلہ اشاعت نمبر دو سو دو (۲۰۲) پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ہمارے آقا و مولیٰ کی ناموس کے تحفظ میں مُصنف، محشی اور معاونین اور اراکینِ ادارہ کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اِسے عوام و خواص کے لئے مفید بنائے آمین۔

فقط

حافظ محمد رضوان

(جنرل سیکریٹری جمعیت اشاعت اہلِ سنّت)

تقدیم

غزوۂ بدر سے قبل دشمنانِ دین کی ایذاء پر صبر اور اُن سے درگذر کا حکم تھا اور غزوۂ بدر کے بعد نزولِ برأت سے قبل جو ایذاء دیتا اُس سے قتال کیا جاتا اور جو صلح کرتا اُسے چھوڑ دیا جاتا، اس طرح غزوۂ بدر دینِ متین کی عزت اور سربلندی کی اساس و بنیاد ہے اور فتحِ مکہ دینِ متین کی عزت و سربلندی کا کمال ہے کیونکہ غزوۂ بدر سے قبل ظاہراً ایذاء سنتے اور صبر کا حکم دیئے جاتے اور غزوۂ بدر کے بعد منافقین وغیرہم کی طرف سے پوشیدہ طور پر ایذاء دیئے جاتے اور اُس پر صبر کا حکم رہا اور غزوۂ تبوک میں کُفار و منافقین پر سختی کا حکم ہوا، اُس کے بعد نہ کسی کافر کو اور نہ ہی کسی منافق کو جرأت تھی کہ وہ مجلسِ خاص یا مجلسِ عام میں ایذاء دے بلکہ وہ اپنے غیظ کی آگ میں جلتے رہتے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ وہ ایذاء کا ایک کلمہ بھی زبان سے نکالیں گے تو قتل کر دیئے جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ کو ایذاء دینے والوں کے لئے قتل کے احکام بارگاہِ نبوی ﷺ سے جاری ہوتے کوئی گستاخی کرتا تو حضور ﷺ ارشاد فرماتے اُس کا سر کون اُتارے گا؟ اُس سے میرا بدلہ کون لے گا؟ میرے دشمن سے مجھے کون کافی ہوگا؟ جیسا کہ کعب بن اشرف، ابورافع وغیرہما کے بارے میں فرمایا اور فتحِ مکہ کے موقع پر عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ وغیرہما کے لئے ارشاد فرمایا وہ جہاں کہیں ملیں انہیں قتل کردو اگرچہ اُنہیں کعبہ معظمہ کے پردوں سے لپٹے ہوئے پاؤ، تو صحابہ کرام علیہم الرضوان خوشی خوشی اپنی خدمات پیش کرتے، اس طرح حضور ﷺ کے احکام کی تعمیل ہوتی اور گستاخ رسول ﷺ اپنے انجام کو پہنچتے اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اپنا کردار یہ تھا کہ وہ اگر کسی کو دیکھتے کہ وہ حضور سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والثناء کو ایذاء پہنچا رہا ہے، آپ ﷺ کی گستاخی کا مُرتکب ہو رہا ہے، آپ ﷺ کو سب و شتم کر رہا ہے، آپ ﷺ کی تنقیص و توہین اُس سے ہو رہی ہے تو وہ اُس مُوذی کے قتل کا ارادہ فرماتے کیونکہ صحابہ جانتے تھے کہ وہ قتل کا مستحق ہے، تو بھی حضور ﷺ اُسے معاف فرما دیتے اور انہیں فرماتے کہ میرا معاف کر دینا بہتر ہے باوجود

اس کے کہ آپ ایسے قتل کے جواز کو برقرار رکھتے، اور اگر کوئی حضور ﷺ کے معاف فرمانے سے قبل موذی کو قتل کر دیتا، گستاخِ رسول ﷺ کا کام تمام کر دیتا تو آپ اُس سے تعرض نہ فرماتے کیونکہ بارگاہِ رسالت ﷺ سے یہ حکم نامہ جاری ہو چکا تھا کہ "جو شخص کسی نبی کو گالی دے اُسے قتل کر دو" اور آپ ﷺ کو علم تھا کہ قتل کرنے والے غلام نے قتل کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مدد کی ہے بلکہ اُس کی تعریف فرماتے، اُس کے فعل کو سراہتے اور خون کے "ہدر" ہونے کا اعلان فرماتے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس شخص کو قتل کیا جو حضور ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ تھا، جس طرح ایک شخص نے بنتِ مروان کو قتل کیا، دوسرے نے شاتمہ یہودیہ کو قتل کیا، نابینا صحابی نے اپنے دو بچوں کی ماں کو قتل کیا، پھر جب حضور ﷺ کا وصال باکمال ہو گیا معاف کرنا متعذر ہو گیا، اب یہ محض اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب رسول ﷺ کا حق باقی رہا جس سے اُس کے مستحق کو معاف نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا اس سزا کا قائم کرنا واجب و لازم ہے۔

آج کل کچھ سیاسی و غیر سیاسی لوگ، چند خود ساختہ دانشور اور مفکر اور بعض صحافی حضرات شاتمِ رسول ﷺ کی سزا میں ترمیم اور اُس میں تخفیف اور نرمی کرنے کے لئے اپنی تقریر و تحریر میں "صحیح بخاری" (برقم: ٣٥٦)، "سُنن ابی داؤد" (٤٧٨٥)، "سُنن ابن ماجہ" (١٩٨٤) اور مسند امام احمد (٦/٣٢، ٢٨١) وغیرہا کُتب احادیث میں مذکور مومنوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، جس میں آپ نے فرمایا کہ "رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے نہ کبھی کسی خادم کو، نہ کسی عورت کو نہ کسی چوپائے کو اور نہ کسی اور کو مارا مگر یہ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، نہ کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام لیا" اور "جب اللہ تعالیٰ کے محارم کی بے حُرمتی کی گئی تو آپ نے اُس پر انتقام لیا"۔

یہ بات معلوم ہے کہ محارم کی بے حُرمتی سے آپ ﷺ کی بے حُرمتی اعظم ہے، لیکن جب اُس میں بندے کا حق داخل ہو گیا تو عفو و انتقام کے معاملے میں اُمر آپ کے سپرد ہوا اور آپ ﷺ عفو میں مُختار ہوئے، کبھی آپ نے گستاخ کو قتل کرنے کا حکم فرمایا جبکہ اُس میں

مصلحت بھی لیکن حضور ﷺ کے وصال باکمال کے بعد اب عفو کا اختیار نہ رہا۔

محترم جناب ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی لکھتے ہیں کہ اب یہاں معافی اور سنت کے لحاظ سے ایک بڑا مغالطہ دیا جاتا ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ تو دشمنوں کے لئے چادر بچھاتے تھے اور دشمنوں کو معاف فرمادیتے تھے اور تم اتنے غصے میں تقریریں کرتے ہو، اُمت کا مزاج تم پختہ کررہے ہو، اور اُمت کو تم فتنوں کی طرف لا رہے ہو، اور یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ تو دشمنوں کے لئے چادر بچھا دیتے تھے، معافی آپ ﷺ کی شان تھی اور اگر کوئی گستاخی کرتا ہے تو ہمیں بھی معاف کر دینا چاہئے، اس بارے میں اتنی سختی کیوں ہے؟

انہیں سوچنا چاہئے کہ سنت کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے اگر اپنے دشمن کو معاف کیا ہے تو اس میں سنت یہ ہے کہ ہم بھی اپنے دشمن کو معاف کر دیں، سرکار دو عالم ﷺ اپنے دشمن کو چاہیں تو معاف کر دیں، چاہیں تو معاف نہ کریں، اگر سرکار ﷺ نے کسی دشمن کو معاف کیا ہے تو اُمت کو کیا سبق ملا کہ وہ اُمتی بھی اپنے دشمن کو معاف کر دے، لیکن یہ تو سبق نہیں ملا کہ اُمتی اپنے آقا ﷺ کے دشمن کو معاف کر دے۔

یہاں گنگا اُلٹی بہتی ہے، بڑے بڑے نام نہاد مفکر ٹی وی کی اسکرین پر اُمت کے ایمانوں کو لوٹنے کے لئے لفظوں کی ہنڈیاں سجا کے بیٹھے ہوتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے رحمت کا سبق دیا، وہ رحمۃ اللعالمین ہیں، ہاں وہ ضرور رحمت ہیں مگر آپ ﷺ نے رحمت کیا سکھائی، آپ کا دشمن تھا آپ ﷺ نے اُسے معاف کر دیا فرمایا: میرے اُمتیو! تمہارا دشمن آجائے تو اُسے معاف کر دیا کرو، سرکار نے جب حق نہیں دیا تو وہ کتنا بڑا مُوذی ہے جو سرکار ﷺ سے حق چھیننا چاہتا ہے، حق سرکار دو عالم ﷺ کا ہے، چاہیں تو معاف کریں، چاہیں تو نہ کریں، بندے کا حق نہیں، اُمتی کا حق نہیں، ہاں اُمتی کا حق یہ ہے کہ جو اُس کو تھپڑ مارے یہ اُسے دُعا دے، پتہ چلے کہ اُس نے کوئی سنت سے سبق سیکھا ہے، اُس کے اپنے دشمن آجائیں تو اُن کے لئے چادریں بچھادے، پتہ چلے کہ یہ سنت کو سمجھنے والا ہے۔

لیکن یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے، اپنے دشمنوں کا تو سر اُتار دیتے ہیں، سرکار ﷺ کے دشمنوں کے سامنے چادریں بچھاتے ہیں، یہ بہت بڑی فکری غلطی ہے۔ لہٰذا محبوب

ﷺ کا دشمنوں کو معاف کرنا، اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہم سرکار ﷺ کے دشمنوں کو معاف کریں۔

پس ہمارے لئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کے لئے وہ کچھ کریں جو صحابہ نے کر کے دکھایا ہے اور اپنے دشمنوں کو یوں معاف کریں جیسے سرکار ﷺ نے معاف کر دیا ہے، اس سلسلہ میں بھی سرکار ﷺ کا حق ہے چاہیں تو معاف کریں، چاہیں تو نہ کریں، معاف کیا بھی ہے اور سزا بھی دلوائی ہے، آپ ﷺ نے گستاخ کو سزا دلوائی ہے، فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کے پردوں سے نکال کر ابن خطل کا سر قلم کیا ہے، سزا اُس کو دلوائی ہے، فرمایا اُس کو نہیں چھوڑیں گے، اُس نے مجھے ستایا ہے، میری گستاخیاں کرتا رہا، وہ "لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" (آج تم پر کوئی ملامت نہیں) والا نعرہ لگایا ہوا ہے، پھر بھی اُس مُوذی کو معاف نہیں کیا تھا۔(۱)

آسیہ نامی ایک مسیحی عورت نے نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا اور شیخوپورہ ڈسٹرکٹ کورٹ نے اُسے موت کی سزا سُنائی اب ملک اور بیرونِ ملک اُس کے خلاف شور مچا، یہود ونصاریٰ اور لادینی قوتیں اُس کے خلاف صف آرا ہوگئیں، اور ملکی مسلم وغیر مسلم آبادیوں میں سے بعض لوگوں نے اُس کے خلاف واویلا شروع کر دیا، اُن میں سے سلمان تاثیر نامی ایک شخص جو اعلیٰ عہدے پر فائز تھا اُس نے تو حد کر دی کہ اُس نے توہینِ رسالت کے خلاف قرآن وسنت، آثارِ صحابہ وتابعین اور اقوال ائمہ مجتہدین اور فقہاءِ اُمت اور اس سے قبل اسلامی مملکت کے فرمانرواؤں اور قضاۃ المسلمین (یعنی اسلامی حکومت کے جج) کے فیصلوں کی روشنی میں بنائے جانے والے قانون "قانون توہین رسالت ﷺ" کو برملا "کالا قانون" (۲) اور ظالم سزا (۳) کہنا شروع کر دیا اور ملزمہ شاتمہ کے ساتھ جیل (۴)

۱۔ فہم دین، تحفظ ناموسِ رسالت ایک فرض اور قرض، ۴/۴۵۳_۴۵۵

۲۔ دیکھئے: نوائے وقت، کراچی ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء

۳۔ دیکھئے: رسالہ عاشق رسول ﷺ، ص ۳۹ جس میں Asia Bibi Press Confrence کے حوالے سے اُس کا یہ بیان مذکور ہے۔

۴۔ دیکھئے: روزنامہ ایکسپریس، کراچی ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء اور ماہنامہ تحفظ، مارچ ۲۰۱۱ء، ص ۵

جاکر پریس کانفرنس کرکے اُس کے گھر جاکر اُس سے اظہار ہمدردی کرکے اور اُسے رہائی دلانے کی یقین دہانیاں کرانا شروع کردیں (۵)، اِسی پر بس نہیں کی بلکہ ملکِ پاکستان کے عدالتی نظام کو درہم برہم کرتے ہوئے صدرِ پاکستان سے ملزمہ شاتمہ کے لئے رہائی کی اپیل کرنے ایوانِ صدر تک جا پہنچا، جیسا کہ ۲۱ نومبر ۲۰۱۰ء کے ''روزنامہ جنگ'' میں ہے کہ ''گورنر پنجاب نے کہا کہ صوبے کا آئینی سربراہ ہونے کی ناطے مجھے یہ اپیل ملی ہے جو میں خود صدرِ مملکت کے پاس لے کر جاؤں گا، اُنہوں نے کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ صدرِ پاکستان آسیہ بی بی کی سزا معاف کردیں گے'' اور اُس نے یہ بھی کہا کہ ''اس معاملے کا مذہب سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ اس کا تعلق انسانیت سے ہے''، (۶) یہی نہیں بلکہ اُس نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے والی آئینی شق جو کہ قرآن وسنت اور اجماعِ اُمت کے عین موافق ہے، اُس کے خلاف زہر اُگلنا شروع کیا (۷) ظاہر ہے کہ کوئی شخص اُسی امر کے خلاف ہوتا جسے وہ دل سے نہ مانتا ہو، اُسی بات کی مخالفت کرتا ہے جو اُسے تسلیم نہ ہو، اُسی بات کا دشمن ہوتا ہے جو اُس کے نظریے کے خلاف ہو، پس اُس کے نزدیک ختم نبوت سید المرسلین ﷺ کا انکار کفر نہیں تھا اور وہ حضور خاتم النبیین ﷺ کو ''خاتم النبیین'' نہیں مانتا تھا، پھر اُس کا سُور کو حلال جاننا، مشرکہ عورت سے نکاح کو جائز سمجھنا، (۸) اُس کے کفر وارتداد پر بیّن دلائل تھے بس ایسے میں اہلِ ایمان نے دیکھا کہ اتنا کچھ ہوجانے کے باوجود ملکی عدالت اور پارلیمنٹ اُس کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے سے گریزاں ہے تو اُن میں سے ایک آگے بڑھا اور اُس نے اُسے اُس کے انجام تک پہنچا دیا تو عندالاسلام وہ شخص کسی قسم کا گناہ اور دنیوی سزا سے بری ہے جیسا کہ ''فتاویٰ قاضیخان'' کے حوالے سے ''حواشی'' (ص ۵۷، ۵۸) میں ہے کہ میں اس پر اہلِ اسلام کا اجماع مذکور ہے۔ اور امام سرخسی حنفی نے لکھا کہ ''مرتد پر جنایت ''ہدر'' ہے کیونکہ اُس پر

۵۔ دیکھئے: روزنامہ آغاز، کراچی، ۲۵ نومبر ۲۰۱۰ء اور ماہنامہ تحفظ مارچ ۲۰۱۱ء، ص ۶

۶۔ دیکھئے: روزنامہ جنگ، کراچی، اتوار ۲۱ نومبر ۲۰۱۰ء، اور رسالہ عاشقِ رسول ﷺ، ص ۸

۷۔ دیکھئے: سلمان تاثیر کی بیٹی شہر بانو کا بیان جسے انڈیا کے ایک نجی ٹی وی NDTV چینل نے پروگرام The Buick Stops Here میں نشر کیا۔ بحوالہ عاشقِ رسول ﷺ، ص ۴۱، ۴۲

۸۔ جیسا کہ اس رسالہ میں مذکور ہے اور اُس کے بیٹے آتش تاثیر کی تحریر بھی اس حوالے سے پڑھنے کے قابل ہے۔ دیکھئے صفحہ ۷۶، ۷۷

جنایت کا اعتبار اُس کے اپنے نفس کی عصمت کی وجہ سے ہے اور اُس کے مرتد ہونے سے عصمت منعدم ہوگئی لہٰذا اُس پر جنایت ''ہدر'' ہوگی۔ (۹)

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ایسے شخص کے اِس فعل کو سراہا جاتا مگر ہوا یہ کہ اُس شخص کے اِس فعل کو ظلم قرار دیا جانے لگا اور اُس کے فعل کو سراہنے والی اکثریتی مسلم آبادی، اسلامی دانشوروں، اسکالروں، علماء وفقہاء، کو ظالم کا ساتھ دینے کا طعنہ دیا جانے لگا۔

صدرِ پاکستان کے ہونہار فرزند نے تو حد کردی ''اُس نے ممتاز قادری کی حمایت کرنے والوں کو توہینِ رسالت کا مُرتکب قرار دے دیا'' جیسا کہ بدھ ۱۲ جنوری ۲۰۱۱ء کے ''روزنامہ اُمت'' اور دیگر اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی، اِسی طرح فوزیہ وہاب نامی ایک عورت جو پیپلز پارٹی کی مرکزی سیکریٹری اطلاعات بھی ہیں نے کراچی میں پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کے دفتر میں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی یاد میں تعزیتی ریفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شرکاء سے پوچھا کہ قرآن کی وہ کونسی آیت ہے؟ جس کے تحت کوئی شخص کسی کو واجب القتل قرار دے سکتا ہے، اُس سے گزارش ہے کہ یہ سوال قیامت کے روز حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کرے جنہوں نبی نے کریم ﷺ کی سواری ہونے کا شرف حاصل کرنے والے ایک گدھے کی گستاخی کی بنا پر ایک قبیلے کے سردار سے جواب میں سخت بات کہہ دی اور اس پر بس نہ کی بلکہ اُس سے لڑائی بھی کی، (۱۰) یا یہ سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کرے جنہوں نے محض حضور ﷺ کے فیصلے کو نہ ماننے پر ایک کلمہ گو جو حقیقت میں منافق تھا کا سر قلم کردیا۔ اور اُس نے عدالت میں پیشی کے موقع پر وُکلاء کی جانب ممتاز حسین قادری پر پھول نچھاور کرنے کو حیران کُن عمل قرار دیا، اور اِسی عورت نے کراچی میں سول سوسائٹی کے تحت سلمان تاثیر کی یاد میں منعقدہ تقریب میں قانونِ توہینِ رسالت میں ترمیم کا کہا جیسا کہ بدھ ۱۹ جنوری ۲۰۱۱ء کے ''روزنامہ اُمت کراچی'' ہے کہ ''پیپلز پارٹی کی مرکزی سیکریٹری اطلاعات فوزیہ وہاب نے اصرار کیا کہ توہینِ رسالت کے قانون میں ترمیم ضرور ہوگی، اِسی طرح ممتاز حسین قادری کے اِس فعل پر ہونے والے ردِ عمل پر تنقید کرتے ہوئے ڈاکٹر

۹۔ المبسوط للسرخسی، کتاب السیر، باب المرتدین، ۵/۱۰/۸۷

۱۰۔ دیکھئے: ''فہم دین'' جلد چہارم، رسالہ ''تحفظ ناموسِ رسالت ایک فرض اور قرض

شیر افگن نیازی نے ممتاز حسین قادری کو ہیرو نہیں زیرو بنانے کی بات کی، اور بعض نے عوام و
خواص کے ردِ عمل کو تنقید کا نشانہ نہیں بنایا مگر ممتاز حسین قادری کے اِس فعل پر صراحۃً یا اشارۃً
تنقید کی چنانچہ صدرِ پاکستان (جناب آصف علی زرداری صاحب) نے اُسے بہیمانہ واقعہ قرار
دیا جیسا کہ بدھ ۵ جنوری ۲۰۱۱ء کے ''روزنامہ جنگ کراچی'' اور دیگر اخبارات میں یہ خبر شائع
ہوئی، اسی طرح متحدہ کے قائد (جناب الطاف حسین صاحب) نے اِسے بہیمانہ قتل قرار
دیتے ہوئے اظہارِ افسوس کیا جیسا کہ بدھ ۵ جنوری ۲۰۱۱ء کے ''روزنامہ جنگ کراچی'' اور
دیگر اخبارات میں یہ بیان شائع ہوا، اسی طرح متحدہ کے سینیٹر (جناب بابر غوری صاحب) کا
بیان کہ ''کوئی مسلمان توہینِ رسالت کا تصور بھی نہیں کرسکتا اور اگر کسی کو دوسرے کے مؤقف
پر اعتراض ہے تو اُس کو بندوق کی گولی سے ختم نہیں کیا جاسکتا، گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی
شہادت سے پاکستان اور پنجاب ایک عظیم شخصیت سے محروم ہوگیا ہے'' اور یہ بیان بھی
اخبارات کی زینت بنا اسی طرح ایک نام نہاد مفتی (مفتی نعیم) کہ جس کا تعلق جامعہ بنوریہ
العالمیہ سائٹ کراچی سے ہے کا بیان بھی آیا جس میں اُس نے ممتاز قادری کو ہیرو بنانے اور
جلسوں کی مخالفت کی جیسا کہ پیر ۱۷ جنوری ۲۰۱۱ء کے ''روزنامہ اُمت کراچی'' اور
پیر ۱۷ جنوری ۲۰۱۱ء کے ''روزنامہ ایکسپریس، کراچی'' میں یہ خبر ایک واضح عنوان کے ساتھ
شائع ہوئی، چند بیانات بطورِ تمثیل بیان کئے ہیں ورنہ اور بھی ایسی شخصیات ہیں کہ جنہوں نے
اِس قسم کے کلمات کہے جبکہ مملکتِ خُداداد پاکستان کے عوام و خواص کی اکثریت نے اِسے
سراہا جس کا ثبوت پرنٹ میڈیا کی رپورٹس ہیں، پھر مغربی میڈیا تک نے اس حقیقت کو قبول کیا
چنانچہ ''روزنامہ اُمت کراچی'' کی جمعرات ۶ جنوری ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں ہے ''نیویارک
(اُمت نیوز) سلمان تاثیر کو قتل کرنے والے پولیس اہلکار ممتاز قادری کے حق میں سماجی نیٹ
ورکنگ ویب سائٹ فیس بک پر پیغامات کی بھرمار ہوگئی اور پاکستانیوں نے ایسے سینکڑوں پیجز
بنا دیئے جس میں ممتاز کو ہیرو قرار دیا گیا۔ فیس بک کی انتظامیہ نے بدھ کے روز اِن پیجز کو ہٹا
دیا ہے جب کہ مغربی میڈیا نے کہا کہ کہ پڑھے لکھے اور انٹرنیٹ استعمال کرنے والے
پاکستانیوں کی جانب سے سلمان تاثیر کے قتل کی خوشی کے اظہار سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستانی

معاشرے میں مذہب کے اثرات بہت گہرے ہیں۔ فرانسیسی خبر ایجنسی کے مطابق اِس سے
پتہ چلتا ہے کہ پاکستانی کس قدر ''قدامت پسند'' ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ممتاز قادری
کے حق میں فیس بک کے ایک پیج کو ۲ ہزار سے زائد افراد نے اپنایا اور مذکورہ پولیس اہلکار کو ہیرو
قرار دیا۔ اِسی طرح ایک اور پیج ''قادری فینز'' کے نام سے بنایا گیا۔ اس کے علاوہ فیس بک
کے دیگر صارفین نے بھی اپنے پیجز پر ممتاز کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ اُن پیغامات میں کہا گیا کہ
''ممتاز قادری ہم تمہیں سلام کرتے ہیں، تم اسلام کے سپاہی ہو، خُدا کا شکر ہے ناموسِ
رسالت کے قانون کی مخالفت کرنے والے سلمان تاثیر اَب اس دنیا میں نہیں رہے''۔
رپورٹ کے مطابق سلمان تاثیر کے حق میں بھی تھوڑی بہت آواز اٹھی لیکن ایسا کرنے والے
صرف ۷۰ افراد تھے۔ اِن افراد نے گورنر کے قتل پر افسوس کے اظہار اور تحمل کی ضرورت پر زور
دیا یا کسی مباحثے کا حصہ نہیں بنے''۔

اور برطانوی ریڈیو کی رپورٹ کہ ''ملک میں مذہب کے نام پر اختلافات کی گنجائش ختم
ہوگئی'' جسے بدھ ۵ جنوری ۲۰۱۱ء کے ''روزنامہ جنگ کراچی'' نے شائع کیا۔

بہر حال یہ بات ثابت ہوگئی کہ ''قانونِ توہینِ رسالت ﷺ'' پر ملک کی بھاری
اکثریت کا بھی مکمل اتفاق ہے اگرچہ مٹھی بھر لوگ مخالف بھی ہیں اُن میں زیادہ تر لوگ غیر ملکی
سرمایہ پر چلنے والی NGOS سے وابستگان اور کچھ دیگر سیاسی و غیر سیاسی شخصیات ہیں۔

پھر اس قانون میں ترمیم کے نام پر تنسیخ پر زور دینے والے اس کی ضرورت ثابت
کرنے کے لئے اس قانون کے غلط استعمال کا تذکرہ بڑی شد و مد سے کر رہے ہیں اُن سے
التماس ہے کہ وہ بتائیں ہمارے ملک میں وہ کون سا قانون ہے کہ آج تک جس کا کبھی غلط
استعمال نہیں ہوا ہوگا، لیکن اس کی وجہ سے کوئی بھی سمجھ دار آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ملک کے
دستور اور نظام قانون کو منسوخ کر کے اُسے لاقانونیت کے حوالے کر دیا جائے۔

ڈاکٹر سمیہ راحیل قاضی صاحبہ لکھتی ہیں کہ جہاں تک قانونِ توہینِ رسالت کے غلط
استعمال کا تعلق ہے تو یہ غلط استعمال تو تمام قوانین کا ہو رہا ہے۔ انگریز کے بنائے ہوئے تمام
قوانین میں خرابی اور سقم موجود ہے انہیں غلط طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، مثلاً محض

FIR کاٹنے پر ملزم کو جیل بھیج دیا جاتا ہے جبکہ اسلامی عدالتی نظام میں اِس کی کوئی گنجائش نہیں ہے لہٰذا ضرورت اِس امر کی ہے کہ قرآن وسنّت کی واضح تعلیمات پر مبنی قوانین کا نفاذ کیا جائے، جن برگزیدہ ہستیوں کی بدولت یہ دُنیا حق پرستی اور عدل و انصاف جیسی قدروں سے آشنا ہوئی اُن کی شان میں گستاخی کو کوئی مہذب معاشرہ برداشت نہیں کرسکتا اور جب بات حضور نبی کریم ﷺ کے احترام کی ہو جو آج بھی اس گئے گزرے دَور میں اُمت کو متحد رکھنے کا آخری سہارا ہے، جن کے بارے میں ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں۔ ترجمہ: ''یارحمۃ اللعالمین ﷺ! آپ ﷺ کی تشریف آوری سے زندگی اپنے شباب کو پہنچی، آپ مقصودِ کائنات ہیں۔ جب سے آپ ﷺ کے مبارک چہرے پر نظر پڑی ہے آپ مجھے ماں باپ سے زیادہ محبوب ہوگئے ہیں''۔(۱۱)

اور ''ماہنامہ تحفظ'' کے ایڈیٹر جناب محمد شہزاد قادری تُرابی صاحب نے لکھا کہ ''سوال: قانون توہینِ رسالت پر عمل درآمد میں گڑبڑ ہے۔ اس کی آڑ میں جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں لہٰذا اِس قانون کو ختم کیا جائے۔

جواب: یہاں پر درجنوں قوانین کا حوالہ دیا جاسکتا ہے جن کا غلط استعمال ہوتا ہے، پولیس کا سارا نظام غلط ہے، جگہ جگہ لوگوں پر غلط مقدمات بنائے جاتے ہیں اور وہ سالہا سال تک جیلوں میں سڑتے رہتے ہیں۔ کیا اِس قانون کو ختم کردینا چاہئے زنا کا قانون یہ ہے کہ عورت شکایت کرے تو زنا ہے تو کیا اِس قانون کا عورتیں غلط استعمال نہیں کررہی ہیں؟ بے شمار ایسے قوانین ہیں جن کا صحیح اور غلط استعمال کیا جارہا ہے۔ کون سا ایسا قانون ہے جس کا غلط استعمال نہیں ہورہا؟ اِس کا مطلب تو یہ کہ ملک سے سرے سے قانون ہی ختم کردیا جائے (۱۲)

اور ایک صحافی عرفان صدیقی نے لکھا ہے کہ ''ایسا کونسا ملکی قانون ہے جس کا غلط استعمال نہیں ہورہا اور یہ احترام انسانیت کا کونسا اُسلوب ہے کہ حکمرانوں کی شفقتیں اور محبتیں صرف اُنہیں کے لئے انگڑائی لیتی ہیں جس پر توہینِ رسالت ﷺ کا

۱۱۔ دیکھئے ''روزنامہ جنگ کراچی''، پیر، منگل، بدھ، ۲۸، ۲۹، ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء، بحوالہ رسالہ آسیہ مسیح، ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ، ص ۱۲

۱۲۔ ماہنامہ تحفظ، کراچی، مارچ ۲۰۱۱ء، ص ۱۱

الزام ہو؟(۱۳)

اور ترمیم کے نام پر تنسیخ کے جواز کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس قانون سے صرف اقلیتوں کو ہی نشانہ بنایا جاتا ہے جیسا کہ عیسائیوں کے روحانی پیشوا بینیڈکٹ نے مطالبہ کیا کہ ''پاکستان ناموسِ رسالت قانون ختم اور آسیہ بی بی کو رہا کرے، ملک میں آباد مسیحی برادری کو تحفظ فراہم کیا جائے، اور اُس نے یہ بھی کہا کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے المناک قتل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سمت میں فوری پیش رفت کی ضرورت ہے۔ ناموسِ رسالت قانون عیسائیوں جیسی مذہبی اقلیتوں کے خلاف ناانصافی اور تشدد کے لئے استعمال ہوتا ہے، تفصیلات کے مطابق ۱۱۹ ممالک کے سفارتکاروں سے سالانہ خطاب کے دوران پوپ بینیڈکٹ نے پاکستان سے مطالبہ کیا کہ پاکستان توہینِ رسالت کی حوصلہ شکنی کے لئے ملک میں رائج ناموسِ رسالت ایکٹ کو منسوخ کرے کیونکہ اس قانون کو عذر بنا کر اقلیتی عیسائی برادری کے خلاف استعمال کیا جارہا ہے''۔

اور وفاقی وزیرِ قانون وانصاف وپارلیمانی اُمور محترم ڈاکٹر بابر اعوان نے پوپ کو بڑا اچھا جواب دیا، پوپ کو چاہئے کہ اپنے بیان پر غور کریں (۱۴) چنانچہ ''روزنامہ ایکسپریس'' میں ہے کہ اسلام آباد (خبر ایجنسیاں) وفاقی وزیرِ قانون وانصاف وپارلیمانی اُمور ڈاکٹر بابر اعوان نے کہا ہے کہ پوپ پاکستان کے اندرونی معاملات پر بات کرنے کے بجائے ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور اسرائیلی جیلوں میں قید چار ہزار فلسطینی قیدیوں کی رہائی کے لئے آواز اُٹھائیں۔(۱۵)

اور محترم جناب محمد شہزاد قادری ترابی اس اعتراض کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سوال: قانون توہینِ رسالت 295-C کا نشانہ غیر مسلم خصوصاً مسیحی اقلیت کو بنایا جاتا ہے لہٰذا اس قانون کو ختم کیا جائے؟

جواب: قانون توہینِ رسالت انصاف پر مبنی اسلامی قانون کے مجموعے کا نام ہے اس قانون کے تحت مُجرم یا مُلزم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا پورا اختیار ہے، اِس قانون میں کسی

۱۳۔ دیکھئے: ''روزنامہ جنگ کراچی''، اتوار، ۲۸ نومبر ۲۰۱۰ء، اور رسالہ آسیہ مسیح، ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ، ص ۲۲

۱۴۔ ماہنامہ تحفظ کراچی، مارچ ۲۰۱۱ء

۱۵۔ روزنامہ ایکسپریس کراچی، ہفتہ ۱۳ ذوالحج ۱۴۳۱ھ، ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء، جلد ۱۳، شمارہ ۷۳

پر جھوٹا الزام لگانے والے کے لئے بھی سزا موجود ہے۔ مسیحی قائدین کا یہ کہنا کہ قانون توہینِ رسالت صرف اور صرف غیر مسلموں یا مسیحی اقلیت کے لئے ہے، دو وجہ سے غلط ہے۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام یا سردار انبیاء سرورِ کونین ﷺ کی شان میں گستاخی کرنیوالا مسلمان ہو یا کافر قتل کیا جائے گا۔ اس قانون میں صرف غیر مسلموں یا صرف مسیحی اقلیت کی تخصیص نہیں، کافر ہو یا مسلمان، گستاخِ رسول ﷺ واجب القتل ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پچھلے بیس برسوں کے دوران توہینِ رسالت اور توہینِ قرآن کے الزام میں سات سو سے زائد مقدمات درج ہو چکے ہیں جن میں سے نصف سے زیادہ مقدمات مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف درج کرائے لہٰذا یہ دعویٰ غلط ہے کہ 295-C کا نشانہ صرف غیر مسلم بنتے ہیں (۱۶)

اور پھر وزارتِ داخلہ کی رپورٹ کے مطابق امتناعِ توہینِ رسالت کے قانون کا غلط استعمال نہیں ہوا اور اب تک کسی کو سزائے موت نہیں دی گئی چنانچہ ''روزنامہ جنگ'' میں ہے کہ اسلام آباد (طاہر خلیل) وزارت داخلہ کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں امتناعِ توہینِ رسالت ﷺ کے قانون کا غلط استعمال نہیں ہوا، اور اب تک کسی مُلزم کو سزائے موت نہیں ہوئی۔ امتناعِ توہینِ رسالت کا قانون دنیا کے ۵۶ ملکوں میں نافذ ہے۔ جہاں تک تحفظِ ناموسِ رسالت کے آئینی اور قانونی پہلوؤں کا تعلق ہے، اُن کے مطابق دستورِ پاکستان کے آرٹیکل 1 کے تحت پاکستان کا نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' قرار دیا گیا ہے، سولہ کروڑ ستر لاکھ کی آبادی میں چھیانوے (۹۶) فیصد سے زائد مسلمان ہیں اور دستور میں اسلام کو مملکتی مذہب کا درجہ حاصل ہے، آئین کے آرٹیکل ۳۱ کے ذریعے مملکت کی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لئے انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں جن کی مدد سے قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں (۱۷)

۱۶۔ ماہنامہ تحفظ، کراچی، مارچ، ۲۰۱۱ء، ص ۱۱

۱۷۔ روزنامہ جنگ کراچی، منگل ۲۳ ذی الحج ۱۴۳۱ھ، ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء جلد ۴۷، نمبر ۳۲۹

اس لئے یہ الزام بے بنیاد ہے کہ قانون 295-C صرف غیر مسلموں کے لئے ہے یا اس قانون کی زد میں صرف وہی لوگ آتے ہیں یا یہ قانون صرف اُن لوگوں کے خلاف ہی استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں پاکستان میں اس قانون کے تحت قائم ہونے والے مقدمات کے اعداد و شمار سے واضح ہے، لہٰذا قانون توہینِ رسالت صرف غیر مسلموں کے لئے نہیں بلکہ ایک نام نہاد مسلمان بھی گستاخی کرے تو اُسے بھی سزا ملے گی چنانچہ ''ماہنامہ تحفظ'' کے ایڈیٹر لکھتے ہیں: دیوبندی فرقے سے تعلق رکھنے والے (ایک امام مسجد) محمد شفیع اور اُس کے بیٹے اسلم نے میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا پوسٹر پھاڑا تھا جس کی بنا پر ڈیرہ غازی خان کی انسداد دہشت گردی کی عدالت نے توہینِ رسالت کے الزام میں دیوبندی مسجد کے امام مولوی محمد شفیع اور اُس کے لڑکے اسلم کو عمر قید اور جرمانے کی سزا سنائی، اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ قانون توہینِ رسالت صرف غیر مسلموں کے لئے نہیں بلکہ اگر کوئی بدنصیب مسلمان بھی یہ کرے گا تو اس کو بھی سزا بھگتنی ہوگی (۱۸) اور اس مقام پر انہوں نے ''روزنامہ ایکسپریس، کراچی'' کی اس خبر کی کاپی بھی شائع کی ہے۔

جو لوگ قانون توہینِ رسالت ﷺ کے خلاف شور مچانے میں مصروف ہیں ان کے بارے میں سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ محمد اسماعیل لکھتے ہیں کہ آج دنیا کے تمام ملکوں میں خواہ سیکولر ہوں یا غیر سیکولر جُرم بغاوت کا قانون موجود ہے، جس کی سزا سزائے موت مقرر ہے، جو لوگ اس جُرم کے الزام میں ماخوذ ہوں، انہیں گولیوں سے اُڑا دیا جاتا ہے یا پھر انہیں تختہ دار پر کھینچا جاتا ہے، امریکہ جیسے مہذب اور ترقی یافتہ ملکوں میں بھی انہیں گیس چیمبر، الیکٹرک چیمبر میں بٹھا کر اذیت ناک طریقہ سے مار دیا جاتا رہا ہے اور اس جُرم کی سزا، عمر قید ہے، وہاں اُسے ملزموں کو عقوبت خانوں میں تڑپ کر مرنے کے لئے بند کر دیا جاتا ہے، مگر اس قانون کے خلاف آج تک کسی نے لب کشائی نہیں کی، تو پھر پاکستان ہی میں جو اس محسنِ انسانیت ﷺ کی نسبت غلامی کی وجہ سے معرض وجود میں آیا اور جن کا نام نامی ہی اس ملک کے قیام و بقاء کا ضامن ہے، اُس کی عزت و ناموس پر حملہ کرنے والوں کے خلاف قانون توہینِ رسالت ﷺ، قابل اعتراض قانون ہے! قانون توہین رسالت ﷺ پر اعتراض دراصل

۱۸۔ ماہنامہ تحفظ کراچی، مارچ ۲۰۱۱ء، ص ۷

دین و مذہب بلکہ خود اپنی عقل و دانش اور فہم و فراست سے یکسر انکار ہے۔(۱۹)

اور ممتاز صحافی حامد میر لکھتے ہیں: ستم ظریفی دیکھئے کہ فرانس، جرمنی، آسٹریا، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور اسرائیل سمیت کئی ممالک میں ہولوکاسٹ یعنی دوسری جنگ عظیم میں یہودیوں کے قتل عام کی کہانیوں کو غلط قرار دینا ایک جرم ہے لیکن مسلمانوں کے ملک میں اُن کے نبی پاک ﷺ کی توہین کو جرم قرار دیا جائے تو انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار تلملانے لگتے ہیں۔(۲۰)

اور پھر لبرل کہلانے والوں کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ اپنے ایجنڈے کو ہمیشہ انسانی حقوق کے نام پر آگے بڑھاتے ہیں جہاں انہیں محمد علی جناح اور ڈاکٹر اقبال کا نام استعمال کرنے کی حاجت پیش آئے وہاں استعمال تے ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوئی شرم محسوس نہیں کرتے حالانکہ تحریک پاکستان جس جوش و جذبے سے قائم ہوئی اور اِس کے قائدین نے جس بالغ نظری سے اُس کی رہنمائی کی اور حبیب ﷺ کے صدقے ان کی کوششیں بارآور ہوئیں اور مسلمانانِ ہند کو ایک خطہ عطا ہوا۔ تحریک پاکستان کے قائدین نے تقریر و تحریر کے ذریعے بار بار اس عزم کا اظہار کیا کہ قیام پاکستان کا مقصد یہ ہے کہ وہاں اسلامی نظام حیات کے مطابق وہی نظام جاری کیا جائے گا جو اسلام کے اجتماعی نظام عدل کی عملی صورت پیش کرے گا، وہی ریاست کا قیام مسلمانوں کی دلی خواہش تھی، اس لئے اتنی بڑی قربانیوں کے بعد آگ و خون کے دریا عبور کر کے مسلمانوں نے ایک نئی مملکت کی بنیاد رکھی جبکہ آج ہمارے حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ حکمران جماعت پیپلز پارٹی کی رُکن اسمبلی شیری رحمان نے قومی اسمبلی میں توہینِ رسالت ﷺ کے قانون (295-C) میں ترمیم کے نام پر تنسیخ قانون کا جو بل جمع کروایا جس میں اُس میں محمد علی جناح کی ۱۱، اگست ۱۹۴۷ء کی تقریر کو اُس کے اصل پس منظر اور مقصد سے ہٹا کر اپنے مخصوص نظریات کی تائید میں استعمال کرنے کی کوشش کی۔ اُس رُکن پارلیمنٹ اور اُس جیسے دوسرے لوگوں کا مقصد دراصل یہ باور یہ کرانا ہے کہ دین و مذہب کا

قانون ناموسِ رسالت ﷺ ص ۲۹۳۔۳۰۱، فیصل پبلشرز، لاہور، بحوالہ رسالہ آسیہ

ریاست و قانون سے کوئی واسطہ نہیں ہے، قانون سازی شریعت مطہرہ سے الگ ہے حالانکہ یہ اُس بنیادی تصور کے سراسر خلاف ہے جس پر تحریک چلائی گئی جس کے نتیجے اس پاک وطن کا قیام ہوا اور جسے قرارداد مقاصد میں تسلیم کیا گیا، وہ قرارداد مقاصد جسے ہزار مخالفت کے باوجود آئینِ پاکستان کی بنیاد تسلیم کیا گیا اور اساسی قانون قرار دیا گیا۔

جناح صاحب نے اپنی تقریر میں اقلیتوں کے حقوق تحفظ کی ضمانت دی جسے وہ اس سے پہلے بھی متعدد بار دُہرا چکے تھے لیکن اُس سے یہ سمجھ لینا کہ شریعت کا قانون سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ ریاست قانون سازی کے باب میں اُسی طرح آزاد ہے جس طرح ایک لادین ملک ہوتا ہے سمجھ سے بالاتر، حقیقت کے سراسر خلاف اور اُن حضرات پر ایک عظیم بہتان ہے جنہوں نے قیام پاکستان کا تصور پیش کیا اور جنہوں نے اس کے قیام کے لئے جدوجہد کی اور محمد علی جناح نے ۱۱راگست کی تقریر کے بعد اکتوبر ۱۹۴۷ء میں اُن تمام غلط فہمیوں کو دُور کر دیا تھا جو مخالفین پیدا کر رہے تھے بلکہ واضح الفاظ میں قیام پاکستان کے مقاصد کا برملا اعلان کر دیا تھا چنانچہ اُنہوں نے کہا ''پاکستان کا قیام جس کے لئے ہم دس سال سے کوشاں تھے بفضلہ تعالیٰ اب ایک زندہ حقیقت ہے، لیکن خود اپنی آزاد مملکت کا قیام ہمارے اصل مقصد کا صرف ذریعہ تھا، اصل مقصد نہ تھا۔ ہمارا اصل منشا و مقصود یہ تھا کہ ایک ایسی مملکت قائم ہو جس میں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہیں، جس کو ہم اپنے مخصوص مزاج اور اپنی ثقافت کے مطابق ترقی دیں، اور جس میں اسلامی عدل اجتماعی کے اُصول آزادی کے ساتھ برتے جائیں''

اور وہ اچھی طرح جانتے تھے اسلام محض عقائد و عبادات کا نام نہیں بلکہ وہ ایک مکمل نظامِ حیات ہے جس میں قانون، معاشرت اور معیشت سب کی تشکیل کو قرآن و سنت کے مطابق ہونا ہی اصل مطلوب ہے، معاملہ حُدود و قوانین کا ہو یا تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے قانون کا، زکوٰۃ و عشر کے قوانین ہوں یا اسلام کا قانون شہادت، یہ سب پاکستان کے مقصدِ وجود کا تقاضا ہیں اور محمد علی جناح صاحب کو اس کے بارے میں کوئی ابہام نہ تھا چنانچہ انہوں نے کہا: ''ان لوگوں کو چھوڑ کر جو بالکل ہی ناواقف ہیں ہر شخص جانتا ہے کہ قرآن مسلمانوں کا ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے۔ مذہبی، معاشرتی، دیوانی، معاشی، عدالتی غرض یہ کہ ہماری مذہبی

رسومات سے لے کر روزمرہ زندگی کے معاملات تک، روح کی نجات سے جسم کی صحت تک، اجتماعی حقوق سے انفرادی حقوق تک، اخلاقیات سے جرام تک، دنیاوی سزاؤں سے لے کر آنے والی زندگی کی جزا وسزا تک کے تمام معاملات پر اس کی علمداری ہے اور ہمارے پیغمبر ﷺ نے ہمیں ہدایت کی ہے کہ ہر شخص اپنے پاس قرآن رکھے خود رہنمائی حاصل کرے۔ اس لئے اسلام صرف روحانی احکام اور تعلیمات تک ہی محدود نہیں ہے۔ یہ ایک کامل ضابطہ ہے جو مسلم معاشرے کو مرتب کرتا ہے''۔

اور ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کی تقریر سے قبل دہلی سے پاکستان روانہ ہونے سے پہلے محمد علی جناح صاحب نے واضح الفاظ میں اس وقت کے صوبہ سرحد میں استصواب رائے کے موقع پر قوم سے جو عہد پیمان کیا تھا جس کی بنا پر اُنہوں نے خان عبدالغفار خان کے موقف کو ردّ کر کے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا اور وہ یہ ہے کہ ''خان برادران نے اخبارات میں ایک زہریلا نعرہ بلند کیا ہے کہ مجلس دستور ساز پاکستان شریعت کے بنیادی اصولوں اور قرآنی قوانین کو نظر انداز کردے گی۔ یہ بھی ایک بالکل نادرست بات ہے، ۱۳ سے زیادہ صدیاں بیت گئیں، اچھے بُرے موسموں کا سامنا کرنے کے باوجود ہم مسلمان نہ صرف اپنی عظیم اور مقدس کتاب قرآن کریم پر فخر کرتے رہے، بلکہ اِن تمام ادوار میں جملہ مبادیات کو حرزِ جان بنائے رکھا۔ معلوم نہیں کہ خان برادران کو اچانک اسلام اور قرآنی قوانین کی علم برداری کا دورہ کیسے پڑا ہے، اور اُنہیں اُس ہند مجلس دستور ساز پر اعتبار ہے کہ جس میں ہندوؤں کی ظالمانہ اکثریت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد کے مسلمان واضح طور پر سمجھ لیں کہ وہ پہلے مسلمان ہیں اور بعد میں پٹھان''۔(۲۱)

لہٰذا روزِ روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے کہ قیام پاکستان کا مقصد قرآن وسنّت کے مطابق قانون سازی اور نظام زندگی کو قرآن وسنت کے بیان کردہ اُصولوں کے مطابق منظم ومرتب کرنا تھا اور پھر آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے پرچم تلے علماء ومشائخ اور عوام اہلسنّت کی قیام پاکستان کے لئے جدوجہد کو دیکھا جائے کہ جس میں صرف بطورِ رُکن شامل علماء کرام اور مشائخ عظام کی تعداد بائیس ہزار سے زائد تھی تو عوام اہلسنّت کی تعداد کتنی ہوگی اور آل انڈیا

۲۱۔ قائداعظم: تقاریر وبیانات، ج ۴، ترجمہ اقبال احمد صدیقی، بزم اقبال لاہور، ص ۳۴۶۔۳۴۷، بحوالہ ماہنامہ ترجمان القرآن، دسمبر ۲۰۱۰ء، ص ۲۰۔۲۱، ملخصاً

سُنّی کانفرنس کا اس وقت کی مسلم لیگ کی حمایت کرنا، جناح صاحب کی تائید کرنا اور قیامِ پاکستان کے لئے کوشش کرنا اور قربانیاں دینا، پاکستان کے قیام کے مقصد کو اس طرح واضح کرتا ہے کہ اب اِس میں کسی قسم کو کوئی اشتباہ باقی نہیں رہا کہ قیام پاکستان کا مقصد کیا تھا، اس لئے لبرل مائنڈ لوگوں کا اپنے مذموم مقاصد کے لئے محمد علی جناح یا ڈاکٹر اقبال کا نام استعمال کرنا سوائے دھوکے کے اور کچھ نہیں ہے اور اب ایشو صرف یہ ہے کہ ناموسِ رسالت ﷺ کی حفاظت کے لئے اور توہینِ رسالت کے خلاف قانون قرآن وسنّت کا حکم اور اقتضا ہے یا نہیں، اگر ہے اور یقیناً ہے تو اس قانون میں ترمیم کے نام پر تنسیخ کا مطالبہ کرنا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا ہے۔

اور اس قانون کے مخالفین اقلیتوں کے ساتھ انصاف کی بات بھی کرتے ہیں کہ اُن سے عرض ہے کہ انصاف سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضورِ پُرنور شافع یوم النشور ﷺ کے بارے میں کسی کو بھی تضحیک اور آپ ﷺ کی توہین کی جُراَت نہ ہو، اور پھر انصاف تو معاشرے کے ہر فرد کے ساتھ ضروری ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب، پڑھا لکھا ہو یا ناخواندہ کہ صرف مُجرم ہی قانون کی گرفت میں آئے تا کہ اسلام دشمن قوتوں اور سیکولر دہشت گردوں کو اس قانون کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کا موقع نہ ملے اور کسی عالمی دہشت گرد کو قانون توہینِ رسالت ﷺ کی تنسیخ کے لئے بلیک میل کرنے کی جراَت نہ ہو، کسی سیکولر (لادین) اور انسانی حقوق کے علمبردار کو اس قانون کے خلاف واویلا کرنے کی ہمت نہ تھی نہ ہو، اگرچہ امریکہ جیسا ملک جو سیکولر اور اپنے آپ کو انسانی حقوق کی پاسداری کا بڑا دعویدار کہتا ہے گو کہ وہاں چرچ اور اسٹیٹ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں مگر وہ بھی ایک عیسائی ریاست ہے چنانچہ امریکن سپریم کورٹ کے ایک فیصلہ میں مذکور ہے کہ ''صدر امریکہ کی تقریب حلف برداری، اس کے علاوہ کانگریس اور مقننہ کی افتتاحی تقاریب اور عدالتوں کی کاروائی شہادت کا انجیل مقدس پر حلف سے آغاز سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ مملکت کے تکون یعنی عدلیہ، مقننہ اور انتظامیہ کا بھی مذہب سے یک گونہ بالواسطہ تعلق ہے۔ اس لئے اُنہوں نے اپنے ریفرنس کا جواب

دیتے ہوئے حتمی طور پر یہ قرار دیا ہے کہ آزادی مذہب اور آزادی پریس کے آئینی تحفظات اور بنیادی حقوق توہین مسیح کے قانون اور اُس کی بابت قانون سازی کی راہ میں مزاحم نہیں (۲۲)

ان لوگوں نے اپنے مذہب کے مطابق توہینِ مسیح قانون بنایا اُس پر کسی کو اعتراض نہیں پھر اہلِ اسلام نے اپنے دین کے مطابق توہینِ رسالت ﷺ کی راہ روکنے کے لئے جو قانون بنایا ہے اُس پر یہ اعتراض کیوں؟ پھر انصاف اور انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار امریکہ کا حال یہ ہے کہ اُس کے ایک شہری ریمنڈ ڈیوس نے حال ہی میں تین بے گناہ پاکستانیوں کی جان لے لی جس پر اُسے پکڑلیا گیا اور پاکستانی دفتر خارجہ نے اس کے سفارت کار ہونے کی تکذیب بھی کردی تو اُس کو چھڑانے کیلئے امریکن سینیٹ کے سینئر رُکن جان کیری کو پاکستان بھیجا گیا، کیا اسی کا نام انصاف ہے؟ کیا یہی انسانی حقوق کی علمبرداری ہے؟ کیا امریکی شہری ہی انسان ہیں اور وہ تین پاکستانی جنہیں اُس نے بے گناہ قتل کردیا وہ انسان نہیں تھے؟

بہرحال وہ لوگ اپنا مذہب کسی حال میں چھوڑنے کو تیار نہیں، اُن کی خیرخواہی، تمام ہمدردیاں، ساری حمایتیں اپنوں کے ساتھ ہیں، اے مسلمان! تجھے کیا ہوگیا؟ تیری حمایت اپنوں کے لئے کیوں نہیں؟ تیری ہمدردیاں غیروں کے لئے کیوں؟ تجھے گستاخانِ بارگاہِ محبوبِ کبریا ﷺ کے ہمدردوں کے ساتھ ہمدردی کیوں؟ تجھے تو حبیبِ خُدا ﷺ کی ذات سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں ہونا چاہئے، اگر ہے تو ایمان والا کہلانے کا تو حقدار نہیں کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ پیارہ نہ ہوجاؤں'' (۲۳)

۲۲۔ امریکن سپریم کورٹ کا فیصلہ: Cowanvs malbourn L.R.2&n state vs: mokas، بحوالہ رسالہ آسیہ مسیح، ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ، ص ۳۳

۲۳۔ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب حبّ الرّسول من الإیمان، برقم:۱۵، ۱/۱۲
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب محبّة رسول الله ﷺ أکثر من الأهل إلخ، برقم: ۶۹/۷۷، و ۷۰/۷۸۔ (٤٤)، ص ۵۰
أیضاً سُنَن النّسائی، کتاب الإیمان وشرائعه، باب علامة الإیمان، برقم:۲۳ ۵۰، ٤/۸/۱۱۸۔۱۱۹
أیضاً سُنَن ابن ماجة، المقدمة، باب فی الإیمان، برمق:۶۷، ۱/۶۳
أیضاً المسند للإمام أحمد: ۳/۱۱۷۔ ۲۰۷۔ ۲۷۵

آقائے دوجہاں ﷺ کا یہ ارشاد آپ ہی کے روحانی تصرف سے ہر مسلمان کے دل و روح میں بس گیا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جس کے دل میں ایمان کی حرارت ہو اور وہ حضور سید عالم ﷺ کو اپنے والدین، اولاد حتی کہ اپنی جان سے عزیز نہ رکھتا ہو، پس یہی سبب ہے کہ کوئی ایمان والا جانِ ایمان ﷺ کی شان میں ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی برداشت نہیں کرسکتا۔

لہٰذا عشقِ مصطفیٰ ﷺ لازمۂ ایمان ہے اور ہر مسلمان کی رگ رگ میں خون کی طرح جاری وساری ہے ایک سچا مسلمان کبھی بھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی دریدہ دہن، اُس کے آقا و مولیٰ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کرے۔ نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں بھی ایسے واقعات ہوئے کہ جب بھی کسی بد باطن نے سرورِ کونین ﷺ کی شان میں گستاخی کی جسارت کی حضرات صحابہ کرام نے اُسے اس کے انجام تک پہنچادیا اور اُس وقت جب کہ نزولِ قرآن کا سلسلہ جاری تھا اور حضور سرورِ کائنات ﷺ ظاہری حیات کے ساتھ جلوہ افروز تھے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس فعل کے خلاف نہ تو قرآن میں کوئی آیت نازل ہوئی اور نہ ہی حضور ﷺ نے اُنہیں منع فرمایا، قرآن نے ان حضرات کو ایمان والا فرمایا اور حضور ﷺ نے اُن مقتول گستاخوں کے خون ''ہدر'' ہونے کا اعلان فرمایا، تو گستاخ رسول کا ماوراء عدالت قتل نہ تو تعلیماتِ قرآن کے خلاف تھا اور نہ ہی سنت نبوی ﷺ کے منافی تھا، پھر دَورِ خلفائے راشدین جو اسلام کا سنہرہ دَور ہے اس میں بھی ہر گستاخ رسول کو اُس کی سزا ملتی یہاں تک کہ سیف اللہ و سیف الرسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے گستاخوں کو مارنے کے بعد جلایا خلیفۂ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں انہیں اس سے روکنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے فرمایا: میں اللہ کی تلوار کو نیام میں نہیں ڈال سکتا، اور جن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گستاخانِ رسول ﷺ کو واصل بجہنم کیا اُن میں حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معوذ، حضرت معاذ، حضرت محمد بن مَسلمہ، حضرت عاصم بن ثابت، حضرت ابو برزہ، حضرت تمیلہ بن عبداللہ، حضرت عمیر بن عدی، حضرت سالم بن عمیر، حضرت حارث بن اُوس، حضرت عبداللہ

عتیک، حضرت خالد بن ولید اور حضرت مجمع رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شامل ہیں جن کے کارنامے کُتب احادیث وسیر وتاریخ میں مذکور ہیں۔

اور پھر اُموی دَورِ حکومت میں، عباسی دورِ حکومت میں اور عثمانی دَورِ حکومت میں مسلمانوں کا یہی طریقہ رہا، اِن اَدوار میں حکومتیں گستاخانِ رسول ﷺ کو قتل کی سزا دیتی تھیں اور سزا سے قبل اگر کوئی مسلمان انہیں قتل کر دیتا تو اس سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہوتا، اُمراء و سلاطینِ اسلام نے اپنے اپنے دَور میں ناموسِ رسالت ﷺ کی پاسبانی کی ہے اس کے بارے میں محمد رفیق شیخ حنفی قادری لکھتے ہیں: جب جب شرارِ بولہبی نے آفتابِ مصطفوی سے ٹکر لینے کی سفیہانہ جسارت کی، تب تب محافظانِ ناموسِ رسالت ﷺ نے گستاخانِ بارگاہِ نبوت کی سرکوبی کی...... چنانچہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز اُموی المعروف عمر ثانی، خلیفہ موسیٰ بن مہدی الملقب بہ ہادی عباسی، ایوب بن یحییٰ حاکم عدن، سلطان نور الدین زنگی، سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان ناصر اور اندلس (ہسپانیہ) میں امیر عبد الرحمٰن الاوسط اور اُن کے فرزند امیر محمد بن عبد الرحمٰن کے متعلقہ روایات اس عہدِ جلال کا روشن باب ہیں۔ (۲۴) اسلامی سلطنتوں میں اولاً کسی کو کُھلم کُھلا گستاخی کی جسارت کی جرأت نہیں ہوتی تھی اور اگر کوئی کرتا تھا تو اُسے فوراً اقرار واقعی سزا دی جاتی تھی۔

مذکورہ بالا اَدوار تاریخِ اسلام کے روشن ابواب ہیں مگر جب اسلامی اقتدار رُو بہ انحطاط ہوا، مسلمانوں کے سیاسی زوال کا آغاز ہوا اور وہ سیاسی اور معاشی سطح پر کمزور ہو گئے، یہاں تک کہ ادھر اندلس میں اُن کا نام ونشان مٹایا جانے لگا، ادھر برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے قدم جما لیے، اب مسلمانوں کے پاس نہ اجتماعیت تھی، نہ حکومت تھی اور نہ ہی کوئی سیاسی قوت تھی کہ وہ گستاخوں کا سدِّ باب کرتے، ادھر برطانوی سامراجیت گستاخوں کی پشت پناہ تھی، متعصب ہندو اکثریت اُن کی پناہ گاہ تھی، بے شعور سکھ اقلیت اُن کے ہمراہ تھی، اُن کی بدولت ہی ''ستیارتھ پرکاش''، ''آنند مٹھ''، ''دیدارِ رسول'' ''بلیدان چترالی''، ''سنگھٹن کا بگل''، ''ہسٹری آف اسلام''، ''انیسویں صدی کا مہارشی''، ''کفر توڑ......''، ''تہذیب الاسلام''، ''جڑ پٹ''، ''ترکِ اسلام''، ''ملیکھش توڑ''، ''آریہ مسافر میگزین''، ''مسافر

۲۴۔ شناعت سرکار کی کوششیں اور مسلمانانِ ہند، ص ۶۳

آگرہ''، ''آریہ پتھر بریلی''، ''آریہ مسافر جالندھر'' اور اِن جیسے دیگر رسائل اور پرچے چھاپے جاتے، اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی غیرت کو للکارا جاتا، ایسے میں کیا کیا جاتا، آخر غیرت ایمانی، حمیتِ اسلامی نے اعلان کر دیا۔

ناموسِ مصطفیٰ پہ دل وجان وار دو
گستاخ کو دیکھو، بلا خوف مار دو
ہر شاتم ولعین کا گھر بار پھونک دو
اس پاک سرزمین کا نقشہ سنوار دو
سرکار کے وقار پہ نہ آئے کوئی حرف
عمرِ عزیز ہیں اِسی دُھن میں گزار دو (۲۵)

نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی سُن کر ایک مسلمان خاموش رہے یہ نہیں ہو سکتا، اس لئے غازی خُدا بخش اکو جہا، غازی عبد العزیز خان غزنوی، غازی علم الدین شہید، غازی عبد القیوم خان شہید، غازی عبد الرشید شہید، غازی عبد الرحمٰن شہید، غازی احمد دین، غازی مرید حسین شہید، غازی صوفی شیخ عبد اللہ انصاری شہید، غازی شیخ محمد صدیق شہید، غازی امیر احمد شہید، غازی عبد اللہ شہید، غازی منظور حسین شہید، غازی محمد اسحاق شہید، غازی عبد المنان شہید، غازی بابو معراج دین، غازی محمد حنیف شہید، غازی غلام محمد شہید، غازی محمد منیر شہید، ایک غیور عاشق ''بھنگڑ'' اور ایک غیور مسلمان خانساماں جیسے فرزندانِ اسلام میدان میں آئے اور اُنہوں نے اُن موذیوں کو اُن کے انجام تک پہنچانے کی سعی کی، (۲۶) ان میں سے اکثر کو انگریز عدالت سے موت کی سزا سنائی گئی اور اسلام کے ان عظیم سپوتوں نے جامِ شہادت نوش کئے، اسلام اور اہلِ اسلام کو اِن پر قیامت تک فخر رہے گا اور گستاخانِ رسول ﷺ کو انہوں نے ماورائے عدالت قتل کیا اور اُن پر مقدمے قائم ہوئے مسلمان وُکلا نے اُن کے مقدمے لڑے جن میں سر محمد شفیع اور محمد علی جناح جیسے لوگ بھی شامل تھے۔

اس لئے سلمان تاثیر کے معاملے میں کسی کو جذباتی ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں، اس

۲۵۔ تفصیل کے لئے محمد رفیق شیخ حنفی قادری کی تحریر ''شناعت سرکار کی کوششیں اور مسلمانانِ ہند'' ملاحظہ ہو

۲۶۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو محترم جناب محمد رفیق شیخ کی تحریر ''شناعت سرکار اور مسلمانانِ ہند''

کے ساتھ جو ہوا وہ ہونا ہی تھا، تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ ایسے لوگوں کے خلاف حکومتِ وقت نے کارروائی نہ کی یا کارروائی میں تاخیر کی تو مسلمانوں نے اُس سزا کو خود نافذ کیا اور کسی بھی مسلمان حکمران نے ایسے شخص سے مؤاخذہ نہیں کیا، مؤاخذہ بھلا کیوں کرے گا جب ہمارے آقا ﷺ نے گستاخِ رسول ﷺ کے ماورائے عدالت خون کو "ہدر" فرمادیا اور اس کی ایک سے زائد مثالیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

اور اِس واقعہ میں قصوروار ہماری حکومت ہے وہ اِس طرح کہ سلمان تاثیر نے قانون توہین رسالت ﷺ کے خلاف جب سے بولنا شروع کیا اُس وقت سے لے کر قتل تک کافی وقت گزرا، حکومت نے اُس کے خلاف کسی قسم کا کوئی ایکشن نہیں لیا اور ایکشن لیا جاتا تو یہ واقعہ رونما نہیں ہوتا، اس بات کو ایک ممتاز صحافی مظفر اعجاز نے بڑے اچھے انداز میں بیان کیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ میں اُن کی تحریر کو بعینہٖ نقل کردوں:

"گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو ان کے ایک عام سے گارڈ نے سرعام قتل کردیا، اس نے قتل کے بعد اعتراف کیا کہ سلمان تاثیر توہینِ رسالت کے مرتکب تھے اس لئے قتل کیا، اس واقعہ کے بعد پاکستان کے الیکٹرانک میڈیا کو بجلی کا جھٹکا لگ گیا اور سب تیزی سے ایک نکتے پر متحرک ہوگئے کہ یہ کوئی طریقہ نہیں دلیل سے بات کی جانی چاہئے تھی۔ ایک بار پھر پاکستانی قوم کا رخ ایک طرف اور حکمرانوں اور میڈیا کا دوسری طرف ہے، کہا جارہا ہے کہ سلمان تاثیر کا جرم کیا تھا اس نے تو ایک رائے دی تھی اس رائے پر دلیل سے بات کی جانی چاہئے تھی یہ کیا کہ اٹھا کر آدمی کو قتل کردیا جائے، ہم سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر ڈرون حملوں، امریکی، بھارتی مظالم اور یہودیوں کے مظالم پر دلیل کا سوال نہ اٹھایا جائے جو لوگ دلیل کی بات کرتے ہیں، آئیں وہ دلیل کے میدان میں ہی بات کریں۔ دلیل کی موت تو اس وقت ہوگی تھی جب آسیہ مسیح کو عدالت سے سزا کے بعد اعلیٰ عدالت میں جانے، قانون میں اصلاح (اگر کوئی سقم ہے تو) یا جوابی مقدمہ قائم کرنے کے بجائے، گورنر پنجاب نے براہ راست فیصلہ سنادیا کہ یہ "کالا قانون" ہے، میں صدرِ مملکت سے آسیہ کی سزا معاف کرنے کی اپیل کرنے جارہا ہوں۔ کیوں عدالت میں جاکر دلیل نہیں دی گئی۔ پارلیمنٹ میں دلیل کیوں نہیں لائی گئی میڈیا پر یکطرفہ

دلائل کی بھرمار کیوں ہے۔

یہ محض سلمان تاثیر کا معاملہ نہیں ہے اور بھی بہت سے لوگوں نے اسے "کالا قانون" قرار دیا ہے، وہ لوگ بھی بات کرنے سے قبل فیصلہ سنانے سے قبل اپنی زبان سنبھال لیا کریں۔ ناموسِ رسالت کے قانون کو "کالا قانون" قرار دینے کے بجائے کوئی دلیل لاتے۔ وہ کیسے یہ فیصلہ سنا رہے ہیں کہ یہ ظلم ہے۔ سلمان تاثیر کے قتل کا سبب بننے والا واقعہ ۲ جون ۲۰۰۹ء کا ہے، جب ننکانہ صاحب میں اسٹاپ والی کے مقام پر آسیہ نے فالسے کے باغ میں پھل اتارنے کی مزدوری کے دوران دو خواتین عافیہ اور عاصمہ نے گلاس میں پانی پی لیا اس پر دونوں خواتین نے اس گلاس میں پانی پینے کی بجائے دوسرے پیالے میں پیا، اس پر آسیہ نے دلیل تو نہیں دی بلکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور قرآن پاک کے الہامی ہونے کے حوالے سے ایسے کلمات کہے جو توہین آمیز تھے، اس موقع پر اس باغ کا مالک ادریس بھی آگیا دونوں مسلم خواتین رو رہی تھیں، اس نے معلومات کیں تو آسیہ نے اِسے تسلیم کیا کہ اس نے ایسا ہی کہا، آسیہ کے اعتراف کے بعد ایک مرتبہ پھر ایس پی انویسٹی گیشن کی موجودگی میں اور گاؤں کے لوگوں کے سامنے آسیہ نے اپنے جرم کا اقرار کیا۔ اس کے بعد جب مقدمہ عدالت میں گیا تو وہاں بھی آسیہ نے اعتراف کیا۔ اس کے بعد دلائل ختم ہوگئے، نام نہاد انسانی حقوق کے ٹھیکیدار پھدک کر سامنے آگئے، اب مقدمہ کے جواب میں دلائل ختم، قانون کو "کالا قانون" قرار دیا جانے لگا، اس سے شاید امریکا اور یورپ خوش ہوتے ہیں اس لئے ہمارے حکمرانوں نے بھی یہی وتیرہ اختیار کیا، انگریزی ادب میں پی ایچ ڈی کرنے والے تاثیر صاحب کی اولاد سلمان تاثیر نے بھی یہی کیا، یہ سوچے بغیر کہ وہ کیا کررہے ہیں، چنانچہ وہ سیشن اور ہائی کورٹ سپریم کورٹ اپیلٹ کورٹ سب کو چھوڑ کر دلائل کے بغیر صدر مملکت کے پاس اس کی سزا معاف کرانے پہنچ گئے۔ دلیل ختم، قانون غیر مؤثر، پارلیمنٹ مفلوج اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے، وہی جو اس سے پہلے نکلا تھا، غیر منقسم ہندوستان میں راج پال کو (نعوذ باللہ) "رنگیلا رسول" کی اشاعت پر سیشن کورٹ نے کیا سزا سنائی لیکن دلیل ختم کردی گئی، ہائی کورٹ نے سزا نہیں سنائی یعنی دلیل ختم، قانون غیر

موثر تو راستہ کس کے لئے کھلا رکھا گیا، ہر اُس صاحب ایمان کے لئے جس کے دل میں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت زندہ ہے۔ چنانچہ غازی علم الدین شہید نے فیصلہ کر دیا، اسی طرح کا فیصلہ عبدالقیوم کو چوان نے بھی کیا تھا، کیونکہ دلیل بے اثر کر دی گئی تھی۔

سلمان تاثیر کو مارنے والے کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ دلیل سے بات کرنی چاہئے تھی تو دلیل تو یہ تھی کہ آپ عدالت جاتے، آسیہ کے خلاف مقدمہ میں کوئی سقم تلاش کرتے، آسیہ کے حق میں کچھ دلائل لاتے اور کسی اعلیٰ عدالت سے ایسا فیصلہ لیتے کہ وہ بچ بھی جائے اور توہینِ رسالت ﷺ پر تائب بھی ہو جائے، لیکن دلیل کو تو راستہ خود نہیں دیا گیا فیصلہ سنا دیا گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اب غیر منقسم ہندوستان نہیں ہے، پاکستان کے ۱۸ کروڑ مسلمانوں میں سے چند لاکھ غیر مسلم ہیں اگر قانون کو نافذ نہیں کریں گے تو پھر ۱۸ کروڑ مسلمان آزاد ہیں وہ اپنے ایمان اور جذبے کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ یہ قانون سیفٹی والو (Valve) ہے اگر یہ نہیں رہے گا تو فیصلہ سڑکوں پر ہی ہوگا، دلیل کی بات کرنے والے تو خود معاملات کو سڑکوں پر لا رہے ہیں، زور زبردستی کے ذریعہ مسلط ہیں۔ رہا یہ سوال کہ سلمان تاثیر نے توہینِ رسالت کی تھی یا نہیں۔ دو چیزوں کو سامنے رکھ لیں ایک دستور پاکسان کی دفعہ 295-C اور سلمان تاثیر کا بیان۔ دفعہ 295-C کہتی ہے کہ جو کوئی عملاً، زبانی یا تحریری طور پر یا بطور طعنہ زنی، بہتان تراشی، بالواسطہ یا بلاواسطہ، اشارتاً کنایتاً محمد ﷺ کی توہین، تنقیص یا بے حرمتی کرے گا وہ سزائے موت یا عمر قید کا مستوجب ہوگا۔ اسے جرمانے کی سزا بھی دی جا سکے گی (بعد میں وفاقی شریعت کورٹ نے عمر قید کے الفاظ حذف کر دیئے تھے) یہ فیصلہ بھی ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو ہوا تھا، جنرل ضیاء الحق کا نہیں تھا۔ سلمان تاثیر نے کہا تھا کہ یہ ''کالا قانون'' ہے اسے ختم ہونا چاہئے، انہوں نے کہا تھا یہ جاہل مولوی میرا کیا بگاڑ لیں گے یہ خرابیاں پیدا کرتے ہیں، ''میں انہیں جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں''، مولوی کو تو جو چاہیں کہہ لیں لیکن اس قانون کو ''کالا قانون'' انہوں نے کہا تھا ناں۔ اب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے رکھوالوں، صدر، وزیر اعظم، پارلیمنٹ، ان کی ذمہ داری تھی کہ دستور کے مطابق سلمان تاثیر کو نااہل قرار دیتے اور ان کے خلاف مقدمہ چلایا جاتا لیکن انہیں شہہ دی گئی ان کو آگے بڑھایا گیا اور دلیل

کو قانون کو اور دستورِ پاکستان کے علاوہ سب سے بالاتر چیز شریعت کا مذاق اڑایا گیا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی غازی علم دین تو اٹھے گا، کوئی نہ کوئی عبدالقیوم کوچوان اٹھے گا، چنانچہ سلمان تاثیر کے ہی اپنے ایلیٹ فورس کے گارڈ نے انہیں قتل کر دیا۔ اب یہ فیصلہ حکمرانوں کو کرنا ہے کہ قانون کا نفاذ ضروری ہے یا قانون سے انحراف، وہ قانون کی حاکمیت چاہتے ہیں یا ۱۸ کروڑ عوام کو فیصلے کا اختیار دینا چاہتے ہیں، یہ بات بھی بہت واضح ہونی چاہئے کہ رسول ﷺ سے محبت ہر مسلمان کے ایمان کا لازمی حصہ ہے اور وہ یہ محبت دستور پاکستان یا دنیا کے کسی دستور کے ماتحت نہیں کرتا، اگر پاکستان کے دستور میں یہ قانون نہ ہوتا، دستور میں قرآن و سنت کو بالادست تسلیم نہ کیا گیا ہوتا تو بھی ہر مسلمان کا دل آقائے دوجہاں ﷺ کی محبت سے اسی طرح سرشار ہوتا، دستور تو ملکی معاملات کو چلانے کے لے ہوتے ہیں۔ اگر انگریز سرکار مسلمانوں کے جذبات کو سامنے رکھتے ہوئے 295-A کے تحت کسی مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین یا اس کی کوشش پر دو سال قید اور جرمانے کی سزا سنا سکتی ہے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان کیوں ایسا نہیں کر سکتی۔ یہ 295-C اس انگریز سرکار کے 153-A اور 295-A کی ترمیم شدہ شکل ہے حتی کہ دفعہ میں بھی حرف A کی جگہ C ہے۔ سوال پھر یہی اٹھتا ہے کہ سلمان تاثیر کا قتل ہوا کیوں...... اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اگر آسیہ کے کیس میں قانون کو نافذ ہونے دیتے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ توہین رسالت کے مرتکب فرد کی حمایت حکومتی شخصیات کی جانب سے ہو تو نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ ذرا اس پہلو سے بھی جائزہ لیں کہ شریعت کیا کہتی ہے، عہد رسالت کے واقعات سب سے اہم رہنمائی دیتے ہیں۔

فتح مکہ کے موقع پر سب کے لئے عام معافی ہے لیکن گستاخانِ رسالت کے لئے آپ ﷺ نے خود حکم دیا کہ یہ لوگ اگر خانہ کعبہ کے پردے سے بھی چمٹ جائیں تو انہیں معاف نہ کیا جائے انہیں ہر صورت قتل کیا جائے، چنانچہ ابن خطل کو اسی حالت میں قتل کیا گیا کہ وہ خانہ کعبہ کے پردے سے لپٹا ہوا تھا۔ ایک یہودی مروان بن زید کی بیٹی عصما جو شاعرہ تھی مسلمانوں اور حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ شعر کہتی تھی، وہ اپنے حیض کے کپڑے مسجد میں ڈالا کرتی تھی۔ ایک نابینا صحابی عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے بدر سے حضور ﷺ کے بعد اس

عورت کو رات میں اس کے گھر میں گھس کر ٹٹول کر اس کے دل میں تلوار گھونپ دی۔ فجر کے
بعد حضور ﷺ کو اطلاع دی اور پوچھا مجھ سے اس قتل پر کوئی مؤاخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ
جواب تھا "دو بھیڑیں بھی آپس میں سر نہ ٹکرائیں گی"۔ آنحضرت ﷺ نے عمیر رضی اللہ ع
کے بارے میں لوگوں سے کہا کہ (مفہوم) "اگر کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جس نے ال
اور رسول ﷺ کی غائبانہ مدد کی ہو تو وہ عمیر بن عدی کو دیکھے"۔ ان کو نابینا نہ کہو، یہ بینا او
بصیر ہیں۔ اس واقعہ میں ممتاز قادری کو اس قتل کے مقدمہ سے بری کرنے کا حکم بھی نظر آ
ہے۔ اس کے بارے میں جتنی باتیں کر لی جائیں لیکن فیصلہ تو اللہ اور رسول ﷺ کے اُسو
سے ہی لینا ہوگا۔ اسی طرح کعب بن اشرف کے قتل اور ابو رافع یہودی کے قتل کے واقعات
ہیں۔ اب سب میں رسول اللہ ﷺ نے قاتلوں کی تعریف اور تحسین کی۔ سلمان تاثیر کے
قتل، اس کے اسباب، قاتل کے بارے میں فیصلہ یہ سب کچھ شریعت میں مل جائے گا۔ دستو
پاکستان میں بھی مل جائے گا۔ ٹی وی چینلز پر یکطرفہ مباحثے کرنے والے کہہ رہے تھے کہ
دینی جماعتوں کے لوگ بھاگ گئے ہیں چھپ رہے ہیں۔ لیکن اگلے روز کے اخبارات میں
دینی جماعتوں کے لوگوں کی پریس کانفرنس اور بیانات چھپے ہوئے تھے۔ یہ کیسا بھاگنا ہے کہ ٹ
وی پر نہیں آئے اور پرنٹ میڈیا پر آ گئے۔ دراصل الیکٹرانک میڈیا یعنی ٹی وی چینلز اس
ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں جو ناموس رسالت اور حدود آرڈیننس جیسے قوانین ختم کرانے کے
لئے اس ملک میں چل رہا ہے۔ اگلے روز کے اخبار میں صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر کا بیان شائع
ہوا ہے جو ساری دینی جماعتوں کے نمائندہ ہیں، انہوں نے کہا کہ اس قتل سے کسی مسلمان ک
افسوس نہیں ہو سکتا۔ گویا "دو بھیڑیں بھی سر نہیں ٹکرائیں گی" سلمان تاثیر کی لاش انتظامیہ کے
ہاتھ آنے سے لے کر نمازِ جنازہ تک کے معاملات قوم نے دیکھ لئے ہوں گے۔ دلیل کی ایک
اور بات سن لیں سلمان تاثیر نے بیک وقت کئی خلاف ورزیاں کیں۔ ایک طرف شریعت ک
مذاق اڑایا، دوسری طرف دستورِ پاکستان کی خلاف ورزی کی اور تیسرے عدالتی فیصلے کی بے
حرمتی کی۔ پھر ملک ممتاز نے بھی قانون ہاتھ میں لے لیا تو کیا ہوا؟ اب سوال یہ ہے کہ اب کی
ہوگا؟ کیا اس طرح توہینِ رسالت کرنے والے دندناتے پھریں گے۔ قانون، آزادی اظہار

آئین، رواداری وغیرہ کے نام پر آقائے دو جہاں ﷺ کا مذاق اڑایا جائے گا؟ کیا یہ لوگ
اب مسلمان گارڈ نہیں رکھیں گے؟ کیا سارے وی وی آئی پیز امریکن بلیک واٹر کی خدمات
لیں گے؟ اور کیا پورے پاکستان کی پولیس اور فوج میں عیسائی اور یہودی یا ہندو اور سکھ بھرتی
کئے جائیں گے؟ ان سوالات کا جواب بھی حکمرانوں کے پاس ہے اگر وہ اپنی اور اس ملک کی
خیر چاہتے ہیں تو شریعت کا قانون نافذ کر دیں۔ اس حوالے سے تو پاکستانی قانون کی دفعہ
295-C ہی کافی ہے ورنہ 18 کروڑ مسلمان فیصلہ کریں گے، فیصلہ حکمرانوں کے ہاتھ میں
ہے۔ رواداری کے بارے میں غلط فہمی دور کر لیں ہمیں اور آپ کو بُرا بھلا کہا جائے تو رواداری
کا مظاہر کیا جا سکتا ہے لیکن انبیاء کی شان میں گستاخی رواداری کے پردے کے پیچھے نہیں
چھپ سکتی۔ یہ کیسی رواداری ہے کہ ہندوستان میں امید کر کے مجسمے کی بے حرمتی پر قتل و
غارت ہو جاتا ہے۔ بے نظیر کی یادگار کی بے حرمتی پر کراچی بند کرا دیا جاتا ہے، الطاف حسین کو
برا بھلا کہنے پر "تیری ایسی تیسی" کراچی آ کر دیکھ کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ رسول پاک ﷺ کی
ذات کے سامنے کیا بیچتے ہیں ان کے مقابلے میں ٹکے کی حیثیت بھی نہیں اس وقت رواداری
کہاں جاتی ہے جو آج سوگ منا رہے ہیں"۔(۲۷)

جب یہ واقعہ ہو گیا ایک طرف عوامی ردِ عمل سامنے آیا دوسری طرف الیکٹرانک میڈیا
پر ایک منصوبے کے تحت مذمت کا سلسلہ شروع ہوا اور پرنٹ میڈیا پر ملی جلی آراء شائع ہوتی
رہیں اس اثناء میں ایک صحافی انصاری عباسی نے "علماء کنفیوژن دُور کریں" کے عنوان سے
ایک کالم لکھا (۲۸) تو جماعت اہلسنت کے ناظمِ اعلیٰ عالم اسلام کے عظیم اسکالر علامہ ریاض
حسین شاہ صاحب نے اس کے جواب میں چند صفحات تحریر فرمائے، جو ویب پر بھی جاری ہوا
اور متعدد رسائل میں بھی شائع ہوا۔

حضرت کی یہ تحریر مختصر مگر جامع و مانع تھی، اس میں آپ نے ایسا کلام فرمایا کہ جن
لوگوں کو اس معاملے میں کیفوژن تھی وہ دُور ہو گئی اور اس تحریر کے چھپنے سے قبل مجھے بانی
جمعیت اشاعت اہلسنت حضرت علامہ محمد عرفان ضیائی اور مہتمم جامعۃ النور حضرت علامہ مولانا

۲۷۔ "سلمان تاثیر، دلیل اور ایمان"، از مظفر اعجاز

۲۸۔ دیکھئے "روزنامہ جنگ کراچی" جمعہ، ۷ جنوری ۲۰۱۱ء

محمد مختار اشرفی صاحب کی جانب سے اس پر نظر ثانی اور تخریج وحواشی وتقدیم کا حکم ملا تو تمام ک
روک کر تدریس کے علاوہ اپنا وقت اس کام میں صَرف کرنے لگا، مجھے احساس ہے کہ حوا
طویل ہو گئے اور مقدمہ طول پکڑ گیا مگر میرا اس سے مقصود صرف اور صرف احقاقِ حق اور ابطا
باطل تھا اور عوام وخواص خصوصاً سیاست وصحافت سے وابستہ اہلِ اسلام اور اہلِ وطن
اصلاح ہے، تخریج کے حوالے سے جس قدر میسر آیا کام کیا اور میں اُن علماء ذی وقار کا مشکو
ہوں جنہوں نے تخریج میں میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا خصوصاً مولانا بلال رضا معروف
قادری، حضرت مولانا شاکر الطاف قادری اور حضرت مولانا محمد جنید قادری اور حواشی اور تقد
کی تحریر میں کافی مواد محترم سید رفیق شاہ صاحب اور محترم جناب مولانا محمد شہزاد قادری تر
ایڈیٹر ''ماہنامہ تحفظ'' نے فراہم کیا جن کا شکریہ ادا نہ کرنا احسان فراموشی ہوگی اور میں ا
حضرات کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے کمپوزنگ سے لے کر طباعت تک معاونت کی جی
مولانا حافظ محمد عرفان المانی صاحب، مولانا حافظ محمد ذیشان صاحب، مولانا حکیم سید محمد طا
نعیمی صاحب اور محمد عنایت اللہ قادری صاحب۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ہمارے آ
ﷺ کی ناموس کے تحفظ میں ہم سب کی اس ادنیٰ سعی کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی بار
میں مقبول فرمائے اور اسے ہمارے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔

فقط

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم دار الحدیث والافتاء بجامعۃ النور

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

اس موضوع پر لکھی گئی کُتب ورسائل

شاتمانِ انبیاء علیہم السلام کے احکام پر بہت سے علماء نے کُتب ورسائل تحریر کیے اُن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

☆ رِسَالةٌ فيمن سبَّ النَّبِيَّ ﷺ، لفقيه المغرب وشيخ المالكية أبي عبدالله محمد بن سنحون القيرواني، (ت٢٦٥هـ)

☆ "الصَّارِم المسلول على شاتم الرَّسول" لأحمد بن عبدالسّلام بن تيمية الحراني، (ت٧٢٨هـ)، وهومطبوع

☆ "السَّيفُ المسلول على مَن سَبَّ الرَّسول ﷺ" للإمام أبي الحسن علي بن عبدالكافي السُّبكي، (ت٧٥٦هـ)، وهومطبوع

☆ "مُختصرُ الصَّارم المَسلُول" لبدر الدين محمد بن علي بن محمد البَعلي الحنبلي (ت٧٧٨هـ) وهومطبوع

☆ "السَّيفُ المَشهُورِ المَسلُول على الزِّنديقِ وشَاتِمِ الرَّسُول" لمحي الدّين محمد بن القاسم الرّومي الحنفي المعروف به "أخوين" (ت٩٠٤هـ)

☆ "تَنزِيهُ الأنبياء عن تَسفية الأَنبيَاء" لجلال الدّين السّيوطي الشّافعي، (ت٩١١هـ)

☆ "رسالة في سَبِّ النَّبِيِّ ﷺ وأحكامِه "لحسام الدين حسين بن عبدالرحمٰن، (٩٢٦هـ)

☆ "السَّيفُ المسلُول في سبِّ الرَّسُول" لأحمد بن سليمان المعروف بابن كمال باشا (ت٩٤٠هـ)

☆ "رَشقُ السِّهام في أَضلاعِ مَن سبَّ النَّبِيَّ عليه السَّلام" لابن طولون، الحنفي (ت٩٥٣هـ)

☆ "السَّيفُ الجَلي على سابِّ النَّبِيِّ ﷺ" للمخدوم محمد هاشم بن عبدالغفور التّتوي السّندي الحنفي القادري (ت١١٧٤ هـ)، وهو مخطوط وتصويره مخزون في دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السّنّة

☆ "تَنبِيهُ الوُلاةِ والحُكّام على شَاتِم خيرِ الأَنام أو أحدِ أصحابِهِ الكِرام عليه الصَّلاة

والسّلام" لمحمد أمين بن عمر بن عابد بن الدّمشقي الحنفي، (ت ١٢٥٢ ھ) وهو مطبوع في مجموعة رسائله

☆ "السّيفُ البتّار لِمَن سَبَّ النّبِيَّ المُختار" لأبي الفضل عبدالله بن الصّديق الغماري، (ت ١٤١٣ ھ)، وهو مطبوع ردّ فيه على كتاب "الآيات الشيطانية" للمُجرم سلمان رُشدی

☆ ''گستاخِ رسول کی شرعی سزا'' امام اہلسنّت امام احمد رضا محدث بریلوی، جمعیت اِشاعتِ اہلسنّت پاکستان

☆ ''گستاخِ رسول کی شرعی سزا'' غزالی دوران علامہ احمد سعید کاظمی، جمعیت اِشاعتِ اہلسنّت پاکستان، نوٹ! یہ دونوں رسالے جمعیت اشاعت اہلسنّت نے ایک ساتھ شائع کئے، پھر انوار القرآن، کراچی نے اور یہی رسالے ''تحفظ عقائدِ اہلسنّت'' میں بھی شائع ہوئے۔

☆ ''گستاخِ رسول کا شرعی حکم'' شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی، دارالعلوم جامعہ حنفیہ اشرف المدارس، اوکاڑہ

☆ ''گستاخِ رسول کی شرعی حیثیت'' اردو، مفتی محمد گل رحمٰن قادری، فرید بک اسٹال، لاہور

☆ گستاخِ رسول کی سزائے موت'' علامہ سید حسین شاہ صاحب، جماعت اہلسنّت پاکستان، کراچی، ماہنامہ مصلح الدین، کراچی، ماہنامہ دلیلِ راہ، لاہور، سہ ماہی سفینۂ بخشش، کراچی

☆ ''گستاخِ رسول کی سزائے موت'' مع تخریج، حواشی وتقدیم علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب، جمعیت اِشاعتِ اہلسنّت، پاکستان، نور مسجد میٹھادر، کراچی، اور یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے

☆ ''گستاخِ رسول واجب القتل ہے'' علامہ محمد حسن فیض، بزمِ فیضیہ، احمد پور شرقیہ، بہاولپور

☆ ''گستاخِ رسول کی سزا'' (سلمان رُشدی کے ردّ میں) صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ، فیصل آباد

☆ ''گستاخی واہانتِ رسول کی عالمی مہم'' علامہ نسیم احمد صدیقی، انجمن ضیائے طیبہ، کھارادر، کراچی

☆ ''گستاخوں کا بُرا انجام'' فیضِ ملّت علامہ فیض احمد اویسی، سیرانی کُتب خانہ، بہاولپور

☆ ''مُجرم توہینِ رسالت'' (فقہ حنفی کی روشنی میں)، مفتی محمد اقبال سعیدی شیخ الحدیث مدرسہ انوار العلوم ملتان، صفہ فاؤنڈیشن، لاہور

☆ ''توہینِ رسالت کی سزا قرآن وسنت، اجماعِ اُمت اور مذاہب عالم کی روشنی میں'' پروفیسر حبیب اللہ چشتی، مکتبہ جمال کرم، لاہور

☆ ''تحفظِ ناموسِ رسالت'' ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور

☆ ''تحفظِ عقائد اہلِ سنّت مع ایمانی آیات بجواب شیطانی خرافات'' علامہ محمد ظہیر الدین قادری، فرید بک اسٹال، لاہور

☆ ''سلمان رُشدی اور اُس کی خرافات'' کا تنقیدی جائزہ'' ڈاکٹر شمس الدین فاسی (لندن) ترجمہ: ڈاکٹر محمد مبازر ملک پروفیسر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی، مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ، لاہور

☆ ''شہدائے ناموسِ رسالت'' ادیب شہیر رائے محمد کمال، جہانگیر بک ڈپو، لاہور

☆ ''تعظیمِ رسول اور گستاخِ رسول کی سزا'' مولانا محمد اشرف قادری رضوی، مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار، راولپنڈی

☆ ''حفاظتِ ناموسِ حضور ﷺ کی اہمیت'' ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ، بزمِ رضویہ رجسٹرڈ، لاہور

☆ ''حُرمتِ رسول پر سب کچھ قربان'' محمد نعیم اللہ خان قادری، قادری رضوی کتب خانہ، لاہور

☆ شماتتِ سرکار کی کوششیں اور مسلمانانِ ہند، محمد رفیق شیخ حنفی قادری، یہ رسالہ ''حُرمتِ رسول پر سب کچھ قربان'' کے ساتھ شائع ہوا

☆ ''رسالہ آسیہ مسیح'' ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ، ابو محمد سید عبداللہ رضا ناصر، مکتبہ تحفظِ ایمان، کراچی، یہ رسالہ قانونِ رسالت ﷺ اور توہینِ رسالت ﷺ کے الزام میں سزائے موت پانے والی آسیہ مسیح کیس کے بارے میں اہم معلومات پر مشتمل ہے۔

☆ رسالہ عاشقِ رسول ﷺ، ابو محمد سید عبداللہ رضا ناصر، مکتبہ تحفظِ ایمان، کراچی اور یہ رسالہ بھی مسیحی خاتون آسیہ کیس کے بارے میں ہے۔

☆ ماہنامہ تحفظ، کراچی جلد نمبر ۷، شمارہ نمبر ۴ (مارچ ۲۰۱۱ء، ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ)، محمد شہزاد قادری ترابی اور یہ شمارہ تقریباً مکمل قانونِ توہینِ رسالت ﷺ اور قوانین رسالت ﷺ کے الزام میں سزا پانے والی مسیحی خاتون آسیہ اور اس کی رہائی کیلئے تگ ودو کرنے، قانون توہینِ رسالت ﷺ کو ''کالا قانون'' قرار دینے والے اور قادیانیوں کو کافر قرار دینے والی شق کے مخالف، سوّر کھانے والے اور شراب پینے والے، گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کیس کے بارے میں مفید معلومات پر مشتمل ہے۔

ان میں بعض سے کتب ورسائل شائع ہو چکے ہیں اور کچھ تو کئی بار شائع ہوئے اور بعض ہنوز شائع نہیں ہو سکے اور وہ کتب ان کے علاوہ ہیں کہ جن میں شاتمانِ انبیاء علیہم السلام کا حکم بیان کرنے کے لئے ابواب مختص کئے گئے ہیں جیسے ''شفا قاضی عیاض'' ''الاعلام بقواطع الاسلام'' ''مقام رسول ﷺ'' وغیرہا۔

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم دار الحدیث والافتاء بجامعۃ النور

جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گستاخِ رسول کی سزائے موت ...... چند ضروری وضاحتیں

از علامہ سید ریاض حسین شاہ

''روزنامہ جنگ'' کی ایک اشاعت میں مضمون نظر سے گزرا ''علماء کنفیوژن دور کریں''۔ مضمون نگار کے اُسلوب سے خلوص اور مذہبی متانت محسوس ہو رہی تھی۔ لوگوں کے ذہن میں سلمان تاثیر کے قتل سے کئی ایک سوال پیدا ہو گئے۔ جماعت اہلِ سنت پاکستان کے دارالافتا'' سے صادر ہونے والے فتویٰ''(۱) نے ملّتِ اسلامیہ کی مذہبی سوچوں کو ایک رُخ دیا

۱۔ اور یہ اخبارات میں شائع ہوا جس میں (گورنر پنجاب) سلمان تاثیر کی نماز جنازہ پڑھنے اور اُس کے قتل پر افسوس کرنے سے منع کیا گیا اور چنانچہ ''روزنامہ جنگ'' میں ہے: جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی امیر پروفیسر سید مظہر سعید شاہ کاظمی، سید ریاض حسین شاہ، علامہ سید شاہ تراب الحق قادری، علامہ ضمیر ساجد، پیر خالد سلطان، پیر غلام صدیق نقشبندی، علامہ سید خضر حسین شاہ، الحاج امجد چشتی، علامہ غلام سرور ہزاروی، علامہ سید شمس الدین بخاری، پیر سید عاشق علی شاہ جیلانی، مفتی محمد اقبال چشتی، علامہ فضل جمیل رضوی، آغا محمد ابراہیم نقشبندی مجددی، مولانا محمد ریاض قادری، مولانا گلزار نعیمی، علامہ سید غلام یٰسین شاہ اور جماعت اہلسنت سے وابستہ پانچ سو سے زائد علماء ومفتیانِ کرام نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی عبرتناک موت پر اپنے مشترکہ بیان میں مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ نہ کوئی اُس کی نماز جنازہ پڑھے نہ پڑھانے کی کوشش کرے اور گورنر کی ہلاکت پر کسی قسم کے افسوس یا ہمدردی کا اظہار ہرگز نہ کیا جائے۔ گستاخِ رسول کا حمایتی بھی گستاخ ہے۔ قائدین علماء اہلسنت نے کہا کہ گورنر کو ہلاک کرنے والے عاشقِ رسول غازی ملک ممتاز حسین قادری کی جرأت، بہادری، ایمانی غیرت و دینی حمیّت کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس جانباز نے اُمت کی چودہ سو سالہ روایت کو باقی رکھا اور دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ قائدین علماء اہلسنت نے کہا کہ قانون ناموسِ رسالت کی مخالفت اور گستاخانِ رسول کی حمایت کرنے والے وزراء، سیاستدان، نام نہاد دانشور، اینکر پرسن و دیگر گورنر پنجاب کی موت سے عبرت حاصل کریں۔ قائدین و علماء اہلسنت نے کہا کہ کتاب وسنت، اجماعِ اُمت اور تصریحاتِ آئمہ کے مطابق توہینِ رسول کی سزا صرف قتل ہے اور توہین کی نیت کے بغیر بھی حضور کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔ اس مسئلے پر عہد

۔حقیقت یہ ہے کہ دینی مطالعہ نہ ہونے کی وجہ سے شکوک ذہن میں بے چینی پیدا کرنے لگے ورنہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں جانی گئی ہے کہ افراد کی موت کوئی معنی نہیں رکھتی ایمان اور عقیدے کی حیات قومی زندگی کا محور ہوا کرتا ہے۔ چونکہ فی نفسہٖ مسئلہ کا تعلق قانون، فقہ، عدالت اور اسلامی تاریخ کے ساتھ ہے اِس لئے اسلامی قانون کے اصل مراجع کے بغیر صورت حال پوری طرح واضح نہیں کی جاسکتی۔

رسول زمین پر اللہ کے نائب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اَوامر اور نَواہی کا نُفوذ نبی اور رسول ہی کرتے ہیں۔ رسولوں کی تعظیم اور تکریم دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم اور تکریم ہوتی

نبوی اور عہدِ صحابہ سے لے کر آج تک سب علماءِ اُمّت اور اہلِ فتویٰ کا اِجماع ہے۔ خلفائے راشدین کے دَور میں گستاخانِ نبی قتل کئے جاتے رہے بلکہ غلافِ کعبہ سے لپٹے ہوئے توہینِ رسول کے مُرتکب مُرتد کو مسجد حرام میں قتل کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے والے ایک منافق مسلمان کا اپنی تلوار سے سر کاٹ دیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو حق تھا کہ وہ اپنے گستاخ کو معاف فرمادیں لیکن اُمّت کے لئے جائز نہیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے گستاخ کو معاف کردے۔ قائدین وعلماءِ اہلسنّت نے کہا کہ پچھلی چودہ صدیوں میں صرف ایک سو افراد کو گستاخیٔ رسول پر قتل کیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بغیر ثبوت کے کسی کی بلاوجہ جان نہیں لی گئی۔ قانونِ ناموسِ رسالت کی مخالفت کرنے والے کُفر کا ارتکاب کررہے ہیں انہیں توبہ اور تجدیدِ ایمان کرنی چاہئے، نیز حکمران قانونِ ناموسِ رسالت میں ترمیم نہ کرنے کا اعلان کرکے اپنا ایمان بچائیں۔ (روزنامہ جنگ، کراچی، جلد ۵۷، نمبر ۵، بروز بدھ، ۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ، ۵ جنوری ۲۰۱۱ء) اور ''روزنامہ ایکسپریس'' میں ہے کہ ''جماعت اہلِ سنّت سے وابستہ پانچ سو سے زائد علماء ومفتیانِ کرام نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل پر اپنے مشترکہ بیان میں مسلمانوں کو ہدایت کی کہ کوئی اُس کی نماز جنازہ پڑھے نہ پڑھانے کی کوشش کرے اور گورنر کی ہلاکت پر کسی قسم کے افسوس یا ہمدردی کا اظہار ہرگز نہ کیا جائے، گستاخِ رسول ﷺ کا حمایتی بھی گستاخ ہے۔ قائدینِ اہلِ سنّت نے گورنر کے ہلاک کرنے والے ممتاز حسین قادری کو ''غازی'' قرار دیا۔ قائدین وعلماءِ اہلِ سنّت نے کہا کہ قانونِ ناموسِ رسالت ﷺ کی مخالفت اور گستاخانِ رسول ﷺ کی حمایت کرنے والے وزراء، سیاست دان، نام نہاد دانشور، اینکر پرسن ودیگر گورنر کی موت سے عبرت حاصل کریں۔

(روزنامہ ایکسپریس، کراچی، بدھ ۵ جنوری ۲۰۱۱ء)

ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ رسولوں کی تکریم لازم کی گئی (۲) بلکہ رسولوں سے منسوب جملہ اشیاء کی تعظیم بھی ضروری قرار دی گئی ہے۔ قرآن مجید نے صاف طور پر کہا:

﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ (۳)

''سو جواُن پر ایمان لایا اور اُن ﷺ کی خوب تعظیم کی اور اُن کی مدد کی اور اُس نُور کی پیروی کی جو اُن کے ساتھ نازل ہوا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔

حضور ﷺ کی بارگاہ میں آوازوں کو بلند کرنے سے منع کردیا گیا۔ مزید یہ کہ رسول رحمت ﷺ کو عامیانہ انداز سے مخاطب کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے اور وہ لوگ جو اِس تادیب کے باوجود باز نہ آئے اُن کے اعمال اکارت چلے جانے کی خبر سنائی گئی۔ (۴)

۲۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی عزت کی بے حُرمتی اللہ عزّ وجلّ کے دین کے کلیۃً منافی ہے، پس عزت کی بے حُرمتی کی جائے تو نبی کریم ﷺ کا احترام وتعظیم ساقط ہوجائیں گے، پس وہ سب کچھ بھی ساقط ہوجائے گا جو آپ ﷺ اللہ عزّ وجلّ کی طرف سے لے کر آئے، اِس طرح دین باطل ہوجائے گا، لہٰذا حضور ﷺ کی مِدحت، تعظیم وتوقیر کا قیام پورے دین کا قیام ہے اور اُس کا سُقوط پورے دین کا سُقوط ہے، پس جب معاملہ یہ تھا تو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کو لازم قرار دے دیا گیا اور ہم پر رسول اللہ ﷺ کی اُس شخص سے مدد لازم ہوگئی جس نے آپ کی عزت کی بے حُرمتی کی ہو، اور حضور ﷺ کی یہ مدد اُس مُوذی کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر ہے۔

۳۔ الأعراف: ۱۵۷/۷

۴۔ جب آواز بلند کرنا اور اونچی آواز سے بُلانا کبھی اعمال کی بربادی کی طرف لے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اُونچی آواز کرنے سے ممانعت کی علت یہ قرار دی ہے کہ اعمال برباد ہونے سے بچ جائیں اور تصریح فرمادی کہ اِس فاسد عمل میں بربادیٔ اعمال کی گنجائش ہے اور جو چیز اعمال کی بربادی پر منتج ہو اُس کا ترک بہت ضروری ہوا کرتا ہے اور اِس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ کُفر سے عمل برباد ہوجاتے ہیں جیسا کہ ''سورۂ بقرہ'' میں ارشاد ہوا کہ ''جو اپنے دین سے پھر جائے اور اسی حالتِ کُفر میں مرجائے تو ایسے لوگوں کے عمل اکارت گئے'' (البقرہ: ۲/۲۱۵) اور اللہ عزّ وجلّ کے اَوامر ونواہی کا انکار کُفر ہے جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا اُنہیں حرام جاننے والا اور جن کو حرام کیا اُنہیں حلال سمجھنے والا دولتِ ایمان سے محروم ہوجاتا ہے اور اُس کے سارے اعمال برباد ہوجاتے ہیں چنانچہ ''سورۂ مائدہ'' میں

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○﴾ (۵)

''اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو اور اُن کے سامنے اُونچے نہ بولو جیسے تم ایک دوسرے کے ساتھ بلند آواز میں بولتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتا بھی نہ چل سکے''۔

ایسے الفاظ جن کے استعمال سے کوئی دوسرا شخص فائدہ اٹھا کر گستاخی کرسکتا ہے، اُن جائز الفاظ کا استعمال بھی ممنوع قرار دے دیا گیا۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ○﴾ (۶)

ارشاد ہوا کہ ''جو ایمان (کی باتوں کو نہ مانے اور اُن) کا منکر ہو اُس کے عمل برباد ہو گئے اور آخرت میں بھی وہ نقصان اُٹھانے والوں میں ہوگا'' (المائدہ: ۵/۵)

اِس سے معلوم ہوا کہ اعمال کو وہی چیز ضائع کرتی ہے تو اُس کے منافی ہو اور مطلقاً کوئی چیز ایمان کے منافی نہیں سوائے کُفر کے، مُلا علی قاری لکھتے ہیں کہ اہلِ سنّت کے نزدیک گناہ خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ نیکیوں اور اعمالِ صالحہ کو باطل واکارت نہیں کرتے، صرف کُفر اعمالِ صالحہ کو اکارت و باطل کرتا ہے اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جب بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں رفعِ صوت ایسی ہو جس سے نہ تو حضور ﷺ کے منصبِ نبوت و رسالت کو اہمیت دی جائے اور نہ آپ کی عزّت و ناموس کا لحاظ کیا جائے۔ (شرح الشفا، القسم الرّابع، الباب الأول، فصل: فی الحجة إلخ، تحت قوله: و قال الله تعالى: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا﴾ الآية، ۲/۴۰۲ (۴/۳۵۱) پھر جب قرآن کریم کی تصریح سے یہ بات ثابت ہے حضور ﷺ کی بارگاہ میں آواز بلند کرنا اعمال کے ضائع ہو جانے کا موجب ہے اور جب آواز کو بلند کرنا اذیّت، تخفیفِ شان اور بے ادبی کا سبب ہے تو جان بوجھ کر اذیّت دینے والا، بے ادبی کرنے والا، تنقیصِ شان کا مُرتکب بطریقِ اَولیٰ کافر ہوگا۔

۵۔ الحجرات: ۲/۴۹

۶۔ البقرہ: ۱۰۴/۲

اے ایمان والو ''رَاعِنَا'' مت کہو، کہنا ہی ہو کچھ تو عرض کرو ''نظر میں رکھیے ہمیں'' اور سنا کرو اور منکرین کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان کی ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ مومن ایسے لوگوں سے قلبی روابط اور تعلقات رکھنے کو جائز نہیں سمجھتے جو حضور ﷺ کے گستاخ ہوں اور اُن کی مخالفت کرتے ہوں۔ ''سورۃ مجادلہ'' میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○﴾ (۷)

''آپ نہیں پائیں گے کوئی قوم جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو (۸) کہ پیار کریں ایسے لوگوں سے جو اللہ اور اُس کے رسول کے دشمن ہوں (۹)

۷۔ المجادلۃ: ۲۲/۵۸

۸۔ یعنی، ایسی قوم میرے بندوں کے اندر نہیں رہ سکتی جو مجھے مانے اور آخرت کے دن کو نہ مانے، جو اول آخر ایمان کی حدود تھیں، اُن کو بیان کر دیا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے ماننے، میرے نبی ﷺ کو ماننے اور فرشتوں کو ماننے، کتابوں کو ماننے، قرآن کو ماننے اور آخرت کے دن کو ماننے، بعث بعد الموت کو ماننے اور اُس کے ساتھ اُس کا Practical Life میں کیا معاملہ ہو۔ (فہم دین، تحفظ ناموس رسالت ایک فرض ایک قرض، ص۴۲۲)

۹۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ایسا کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا، مطلب کیا ہے؟ کہ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں، جو ایمان رکھنے کے بعد اللہ کے دشمنوں سے اور رسول اکرم ﷺ کے دشمنوں سے محبت کرتا ہو اور اُن کے ساتھ پیار کرتا ہو اور دوستی کی پینگیں اُن کے ساتھ بڑھاتا ہو، ایسا بندہ کسی لحاظ سے مؤمن نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ کا فرماتا ہے: جو مجھے مانتا ہے، اور ایمان کے تقاضے پورے کرتا ہے، مومن بن گیا ہے، وہ کبھی بھی اُس شخص کے ساتھ اتحاد نہیں کر سکتا جو میرا باغی ہو اور میرے نبی ﷺ کا باغی ہو (فہم دین، تحفظ ناموس رسالت ایک فرض ایک قرض، ص۴۲۲)

اگرچہ (۱۰) وہ لوگ اُن کے آباؤ اجداد (۱۱) ....

۱۰۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رشتوں کا شمار کر کے بتایا کہ اگر وہ بندے کا فلاں لگتا ہو اس کے ساتھ بندے کا فلاں رشتہ ہو، پھر بھی وہ اُس سے پیار نہیں کرے گا، اگر چہ وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے والا مومنوں میں سے کسی مومن کا باپ ہو، تو یہ مومن اُس باپ سے محبت نہیں کرے گا، اپنے بیٹے سے پیار نہیں کرے گا اگر اُس کا بیٹا اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ایسا مومن نہیں ہو سکتا جو مجھے مانے اور پھر اپنے اُس بیٹے سے پیار کرے، جو بیٹا میرا دشمن ہے اور میرے نبی ﷺ کا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہی مومن ہو سکے گا جو ایمان کے بعد یہ تقاضے پورے کرتا ہے، وہ جتنا بھی قریبی کیوں نہ ہو اگر وہ ہمارے دربار سے تعلق نہیں رکھتا تو وہ مومن نہیں، بلکہ مومن وہ ہو گا جو اپنے گستاخ بیٹے سے بھی تعلق نہیں رکھے گا۔ ''خواہ اُن کے بھائی کیوں نہ ہوں''۔ مومن وہ ہو گا جو گستاخ بھائی سے بھی تعلق نہیں رکھے گا۔ ''خواہ وہ اُن کے خاندان ہی کیوں نہ ہوں''۔ اُن سے بھی اپنا تعلق ختم کرتا ہے، اُن گستاخوں سے رابطہ منقطع کرتا ہے، یہ اصل میں حقیقی مومن ہے، جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی اور رسول اکرم ﷺ کی محبت دونوں یکجا محبتیں ہیں، یہ ایک طرف ہیں اور دوسری طرف بیٹے کی محبت، دوسری طرف بھائی کی محبت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مومن وہ ہوتا ہے جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبتوں کا جھنڈا ساری محبتوں پر غالب کر دیتا ہے، اُن محبتوں سے کوئی ایسی محبت نہیں ہے جو اُس کو راہِ حق سے پیچھے ہٹا سکے وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا اور اُن کے ساتھ وہ نرم رویہ نہیں رکھ سکتا، اُن کے ساتھ مُوَدّت نہیں کر سکتا، اُن کے ساتھ دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھا سکتا۔ ایمان اس چیز کا نام ہے کہ بندے کو معاملاتی زندگی کے اندر اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا یوں ثبوت دینا پڑے گا کہ اُن کے دشمنوں کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کرنا پڑے گا اور دشمنوں کے ساتھ رابطہ رکھنا بالکل جائز نہ ہو گا، اللہ تعالیٰ نے خاص رشتوں کا ذکر کیا تو مطلب کیا تھا؟ کہ جب ان قریبیوں سے پیار کرنا جائز نہیں تو اجنبیوں سے کیسے جائز ہو گا، جب کوئی پہلے مسلمان ہو اور پھر وہ گستاخ بن جائے اور وہ بھائی ہو یا بیٹا ہو، وہ باپ ہو یا چچا ہو، اُس کے ساتھ رابطہ جائز نہیں ہے تو ایک عیسائی کے ساتھ کیسے جائز ہے؟ اور ایک یہودی کے ساتھ کیسے جائز ہے؟ یا ایک اجنبی مسلمان کے ساتھ جس نے گستاخی کی ہے تعلق کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ایسا مومن نہیں ہو گا۔ مطلب یہ کہ مومن وہی ہوتا ہے، جب ایمان آ جاتا ہے، پھر ان ذوات کا جو دشمن ہوتا ہے، وہ مومن اُن سے دشمنی رکھتا ہے اُن کے ساتھ محبت نہیں کرتا، اُن کے ساتھ نرمی نہیں کرتا، بلکہ اُس کا ایمان اُس کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس انداز میں زندگی گزارتا ہے کہ ہر ماحول کے اندر اپنے ایمان کی متاع کو محفوظ کر کے رکھتا ہے۔ (فہم دین، تحفّظ ناموسِ رسالت ایک فرض ایک قرض، ص ۴۲۳ تا ۴۲۶)

۱۱۔ ابن جریج نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی گئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (کہ جن کو اسلام میں

یا آل اولاد (۱۲) یا بھائی برادر (۱۳) یا کنبے قبیلے (۱۴) سے ہوں، اللہ نے
اُن کے دلوں میں ایمان کو راسخ کر دیا ہے اور اپنی خصوصی توجہ سے اُن

یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُن کے والد بھی صحابی، بیٹے بھی صحابی اور پوتے بھی صحابی) کے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے (اسلام لانے سے قبل) نبی کریم کو سبّ کیا (یعنی گالی دی) تو اُن کے بیٹے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اِس پر انہیں اپنا تھپڑ مارا کہ وہ منہ کے بل گر پڑے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ماجرا سُنایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے صدیق! کیا تم نے واقعی ایسا کیا ہے؟'' (تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ!) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''آئندہ ایسا نہ کرنا''، اِس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہا: یا رسول اللہ! مجھے خُدا کی قسم ہے جس نے آپ کو سچا نبی بنایا ہے، اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اپنے باپ کا سر اُتار دیتا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے غزوۂ اُحد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا) (الجامع لأحكام القرآن، سورة المجادلة، ۵۸/۲۲، ۹/۱۷/۳۰۷)

۱۲۔ بدر کے روز جب صفیں بنیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اُن کا بیٹا مخالف صف میں کھڑا ہے (تو نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کہ جنگ بعد میں ہو گی میں چاہتا کہ باپ بیٹے کی لڑائی پہلے ہو جائے) آپ نے اپنے بیٹے کو مقابلے کے لئے پکارا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! اپنی جان سے مجھے فائدہ دو تم میرے لئے کتنے ضروری ہو'' (الجامع لأحكام القرآن، سورة المجادلة: ۵۸/۲۲، ۹/۱۷/۳۰۷)

۱۳۔ حضرت مصعب بن عمیر نے بدر کے دن اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا (الجامع لأحكام القرآن، سورة المجادلة: ۵۸/۲۲، ۹/۱۷/۳۰۷، ۳۰۸)

۱۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بدر کے دن خود قتل کیا اور اسی طرح حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما نے بدر کے دن اپنی برادری کے لوگوں عتبہ، شیبہ اور ولید کو قتل کیا (الجامع لأحكام القرآن، سورة المجادلة: ۵۸/۲۲، ۹/۱۷/۳۰۸) اور اپنی تلوار سے اس بات کو ثابت کر دیا ساری محبتوں سے بالاتر جو محبت ہے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اور یہ ثابت کیا ہمیں جو دین ملا ہے اُس کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ جو بھی ہمارے آقا ﷺ کے خلاف آئے گا تو ہم یہ نہیں دیکھیں گے کہ اُس سے رشتہ داری کیا ہے، ہم یہ دیکھیں کہ یہ ہمارے نبی ﷺ کا گستاخ ہے اور اُن کا فیصلہ ہماری تلواریں کریں گی۔ یہ مقدس شخصیات کا کردار تھا جن کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اِن لوگوں نے یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ انعام دیا اور قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ پیغام دیا کہ قیامت تک مومن وہی رہے گا جو اس نقشِ قدم پر چلے گا۔

کی مدد فرمائی ہے اور اللہ انہیں باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہونگی وہ ہمیشہ انہی میں رہیں گے، اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں، سُنتا ہے جو اللہ کی جماعت ہے وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں''۔

کتاب اللہ نے شاتمینِ رسول اور مخالفینِ انبیا کو ذلیل ترین مخلوق (۱۵) قرار
ارشاد باری ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗٓ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَO﴾ (۱۶)

''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب لوگ انتہائی ذلیل لوگوں میں ہیں''۔

وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کو دُکھ اور ایذا دیتے ہیں اُن کے بارے میں قرآن نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًاO﴾ (۱۷)

''بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں (۱۸) اللہ بھی انہیں دنیا اور آخرت میں اپنی رحمت سے دُور کر دیتا ہے اور اُس نے ایسے لوگوں کے لئے رُسوا کُن عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

۱۵۔ آدمی انتہائی ذلیل اُسی وقت ہو سکتا ہے جب اُسے دشمنی کے اظہار کی وجہ سے جان و مال کا خط[رہ ہو] کیونکہ اگر اس کی جان و مال معصوم ہو، مباح نہ ہو تو وہ انتہائی ذلیل نہیں ہو سکتا، جس سے یہ واضح [ہے] کہ شاتم رسول ﷺ مباح الدم ہے۔

۱۶۔ المجادلۃ: ۵۸/ ۲۰

۱۷۔ الأحزاب: ۳۳/ ۵۷

۱۸۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ایذا کو اپنی ایذا کے ساتھ تو ملایا ہے جس طرح نبی کریم ﷺ [کی] طاعت کو اپنی طاعت کے ساتھ ملایا جیسا کہ سورۂ آل عمران (آیت: ۱۳۲) میں ہے، ''پس جس [نے] نبی کریم ﷺ کو ایذا پہنچائے اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی'' اور جو اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائے [وہ بلا] شبہ کافر ہے۔

اس آیت کی تشریح میں جمہور مفسّرین نے یہ بات نقل کی ہے: مدینہ میں کچھ اُوباش [او]ر [اوصا]ف، بدمزاج اور منافقین شاتمین حضور ﷺ کے گھر والوں کے لئے تشبیب بکتے۔ [حضور ﷺ] رسول کی توہین کرتے، افواہیں پھیلاتے، دُکھ دینے والی باتیں کرتے۔ قرآن حکیم [نے] انہیں ملعون کہا اور صاف واشگاف اعلان کر دیا۔ یہ دھتکارے ہوئے ملعون لوگ جہاں [کہیں] گرفتار کر لیے جا ہیں اور انہیں قتل کر دیا جائے۔ اِس گینگ کا سرغنہ کعب بن اشرف تھا۔ [ح]ضور ﷺ نے مسجد نبوی میں اعلان فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہے جو مجھے کعب بن اشرف کے [بار]ے میں سکون دے۔ (حضرت) محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) نے اجازت چاہی کہ اُسے [...] میں اُتارنے کے لئے مجھے کچھ کمزور باتیں کرنے کی بھی اجازت دی جائے۔ بارگاہِ [رسال]ت سے اجازت ملی اب اگلا ماجرا ''بخاری'' کی روایت کردہ حدیث میں تفصیلاً ملاحظہ ہو۔

[ام]ام بخاری نے اپنی ''جامع'' کی دوسری جلد میں صفحہ پانچ سو چھہتر پر یہ حدیث بیان کی:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "مَنْ لِکَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ، فَإِنَّہُ قَدْ آذَی اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہُ" فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَۃَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَہُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ: فَأْذَنْ لِی أَنْ أَقُوْلَ شَیْئًا، قَالَ: "قُلْ" فَأَتَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَۃَ، فَقَالَ: إِنَّ ھٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَۃً، وَ إِنَّہُ قَدْ عَنَّانَا، وَ إِنِّی قَدْ أَتَیْتُکَ أَسْتَسْلِفُکَ، قَالَ: وَ أَیْضًا وَ اللّٰہِ لَتَمَلُّنَّہُ، قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاہُ، فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدَعَہُ حَتّٰی نَنْظُرَ إِلٰی أَیِّ شَیْءٍ یَصِیْرُ شَأْنُہُ، وَ قَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَیْنِ، وَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو غَیْرَ مَرَّۃٍ، فَلَمْ یَذْکُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَیْنِ، أَوْ: فَقُلْتُ لَہُ: فِیْہِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَیْنِ؟ فَقَالَ: أُرٰی فِیْہِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَیْنِ۔ فَقَالَ: نَعَمْ، ارْھَنُوْنِی، قَالُوْا: أَیَّ شَیْءٍ تُرِیْدُ؟ قَالَ: ارْھَنُوْنِی نِسَاءَ کُمْ، قَالُوْا: کَیْفَ نَرْھَنُکَ نِسَاءَ نَا وَ أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ: فَارْھَنُوْنِی أَبْنَاءَ کُمْ، قَالُوْا کَیْفَ نَرْھَنُکَ أَبْنَاءَ نَا، فَیُسَبُّ أَحَدُھُمْ، فَیُقَالُ: رُھِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَیْنِ، ھٰذَا عَارٌ عَلَیْنَا، وَ لٰکِنَّا نَرْھَنُکَ اللَّأْمَۃَ۔ قَالَ سُفْیَانُ: یَعْنِی

السِّلَاحَ۔ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَهُ لَيْلًا وَ مَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ، وَ هُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَ أَخِي أَبُو نَائِلَةَ، وَ قَالَ غَيْرُ عَمْرٍو، قَالَتْ: أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ، قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَ رَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ، إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ، قَالَ: وَ يُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ۔ قِيلَ: سَمَّاهُمْ عَمْرٌو؟ قَالَ: سَمَّى بَعْضَهُمْ۔ قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ، وَ قَالَ غَيْرُ عَمْرٍو: أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَ الْحَارِثُ ابْنُ أَوْسٍ وَ عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ۔ قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ، فَقَالَ: إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ۔ وَ قَالَ مَرَّةً: ثُمَّ أُشِمُّكُمْ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَ هُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا، أَيْ أَطْيَبَ، وَ قَالَ غَيْرُ عَمْرٍو: قَالَ: عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ، قَالَ عَمْرٌو: فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشَمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ، قَالَ: دُونَكُمْ، فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ (١٩)

رسول محتشم ﷺ نے فرمایا: ”کعب بن اشرف کا ذمہ کون لیتا ہے؟ اُس نے اللہ اور اُس کے رسول کو ایذا دی ہے“ محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور عرض کی آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں اُسے قتل کر دوں آپ نے فرمایا۔”جی ہاں“ محمد بن مسلمہ نے کہا پھر آپ مجھے اجازت مرحمت فرما دیں کہ میں اُسے کچھ تعریضی کلمات کہہ سکوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی، محمد بن مسلمہ، کعب بن اشرف کے پاس

١٩۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل کعب بن الأشرف، برقم:٤٠٣٧، ٣/٢٥۔

گئے اور کہا یہ محمد ﷺ ہم سے صدقہ طلب کر رہے ہیں انہوں نے ہمیں تنگ کر رکھا ہے میں تجھ سے مقرر میعاد پر سودا کرنے آیا ہوں۔ کعب بن اشرف نے کہا آپ لوگ محمد سے ضرور کبیدہ ہوں گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا ہم نے اُن کی اطاعت کی ہے لیکن اب چاہتے ہیں کہ چھوڑ دیں، دیکھتے ہیں اُن کی دعوت کا انجام کیا ہوتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تو ایک یا دو وسق (٢٠) پر سودا اُدھار دے۔ کعب بن اشرف نے کہا کہ دے دوں گا لیکن اِس شرط پر کہ تم اپنی عورتیں میرے پاس رہن (یعنی گروی) رکھ دو جواباً کہا گیا کہ عورتیں تمہارے پاس کس طرح رہن رکھی جا سکتی ہیں فتنہ کا ڈر ہے اِس لئے کہ تُو عربوں میں حسین شخص ہے۔ پھر کعب بن اشرف نے کہا کہ بیٹے رہن رکھ دو کہا گیا کہ تو اگر انہیں گالی دے گا تو یہ چیز باعثِ عار ہو گی لیکن اگر تم قبول کرو تو تم ہم اسلحہ رہن رکھ سکتے ہیں، اِس طرح سودا مکمل کرنے کے لئے محمد بن مسلمہ نے کعب کو رات کے وقت بلا لیا۔ جب وہ قلعہ سے اُتر کر اُن کے پاس آیا تو محمد بن مسلمہ اور کعب کے رضاعی بھائی ابو نائلہ نے اُسے ٹھکانے لگا دیا۔ کعب بن اشرف کا قتل حضور ﷺ کی گستاخی کی سزا تھی (تلخیص)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا پر امام بخاری کی روایت کردہ ایک دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔ اِس حدیث کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا:

قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَ كَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَ يُعِينُ عَلَيْهِ، وَ كَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ وَ مُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ، فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَتَهُ، وَ قَدْ دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ، يَا عَبْدَ اللّٰهِ: إِنْ

٢٠۔ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً چار کلو نوے گرام کا۔

كُنْتَ تُرِيْدُ أَنْ تَدْخُلَ فَأْدْخُلْ، فَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيْقَ عَلَى وَتَدٍ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيْدِ فَأَخَذْتُهَا، فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَ كَانَ أَبُوْ رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ، وَ كَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ: إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوْا بِيْ لَمْ يَخْلُصُوْا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ، لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَ أَنَا دَهِشٌ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا وَصَاحَ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ، فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيْدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ: لِأُمِّكَ الْوَيْلُ؟ إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ: فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَ لَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظُبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي، وَ أَنَا أُرَى قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ، حَتَّى أَعْلَمَ: أَقَتَلْتُهُ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيْكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّوْرِ، فَقَالَ أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ الْحِجَازِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ النَّجَاءَ، فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ أَبَا رَافِعٍ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: "اُبْسُطْ رِجْلَكَ" فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ (۲۱)

حضور علیہ السّلام نے (کچھ حضرات کو) جو انصار تھے ابو رافع یہودی کی

۲۱۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل أبی رافع عبد اللہ بن أبی الحقیق برقم: ۴۰۳۹، ۳/۲۷-۲۸، و برقم: ۴۰۴۰، ۳/۲۸

طرف بھیجا، اُن لوگوں کا قائد حضرت عبد اللہ بن عتیک کو بنایا یہ ابو رافع نبی علیہ السّلام کو ایذا دیتا تھا اور آپ کے خلاف لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا وہ سرزمینِ حجاز میں اپنے ایک قلعے میں رہتا تھا، جب وہ گروہ قلعہ کے قریب گیا تو سورج غُروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے ٹھکانوں پر واپس آرہے تھے، اب عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم حضرات اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ میں چلتا ہوں دربان کو نرم کرنے کی کوشش کروں گا شائد میں اِس طرح قلعے میں داخل ہو جاؤں وہ آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گئے پھر انہوں نے چادر لپیٹ لی گویا وہ رفع حاجت کر رہے ہیں، لوگ قلعے میں داخل ہو گئے دربان نے پکارا، اے اللہ کے بندے! تو اندر داخل ہو کیونکہ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں، اب میں (عبد اللہ بن عتیک) اندر چلا گیا، میں چُھپ گیا جب سب لوگ اندر آگئے تو اُس (دربان) نے دروازہ بند کر دیا پھر اُس نے چابیاں اندر ایک میخ پر لٹکا دیں اور وہ اپنے ایک بالاخانے میں تھا جب اُس کے پاس سے قصہ گو چلے گئے، اب میں اُوپر چڑھا میں جو دروازہ بھی کھولتا اندر سے اُسے بند کر کے آگے بڑھتا تھا تاکہ اگر لوگوں کو پتہ بھی چل جائے تو مجھ تک نہ پہنچ پائیں تاکہ میں اُسے قتل کر سکوں، میں اب اُس تک پہنچ گیا وہ ایک تاریک گھر (کمرہ) میں اپنے اہلِ خانہ کے درمیان سو رہا تھا مجھے پتہ چل رہا تھا کہ وہ کس حصے میں ہے، میں نے پکارا اے ابو رافع! اُس نے کہا یہ کون ہے؟ میں آواز کی طرف لپکا اور اُسے تلوار کی ایک ضرب لگائی مجھ پر دہشت طاری تھی یہ ضرب کافی نہیں تھی، وہ چلایا میں کمرے سے نکل گیا میں کچھ فاصلے پر رُک گیا پھر اندر داخل ہو کر کہا اے ابو رافع! یہ آواز کیا تھی وہ بولا تیری ماں مرے (اُس نے اب اُسے کوئی اپنا محافظ سمجھا ہوگا) ابھی ایک شخص نے کمرے میں

مجھے تلوار ماری ہے، فرماتے ہیں پھر میں نے اُسے شدید زخم بھری تلوار ماری مگر وہ تا حال مرا نہیں تھا پھر میں نے تلوار کا کنارہ اُس کے پیٹ میں اُتار دیا تلوار پُشت کی طرف سے نکل گئی مجھے یقین ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے، میں ایک ایک دروازہ کھول کر باہر نکل کر ایک سیڑھی سے اُترا میں نے سمجھا کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں مگر میں تو چاندنی رات میں گر چکا تھا میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں نے پگڑی سے اُسے باندھ دیا، پھر چل کر میں گیٹ پر آکر بیٹھ گیا اور اپنے طور پر کہا کہ میں رات کو باہر نہیں نکلوں گا جب تک مجھے پتہ نہ چل جائے کہ میں نے اُسے قتل کر دیا ہے، جب (سحری کو) مُرغ چلایا تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی دیوار پر آیا اور کہا میں اہلِ حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت کی خبر دے رہا ہوں اب میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا نجات ہو گئی اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو مار دیا، اَب میں سیدِ کُل علیہ السّلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا سارا واقعہ آپ کو سُنایا، آپ نے فرمایا ''پاؤں پھیلا دے''، میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا، آپ نے اُس پر (ہاتھ مبارک) پھیرا، ایسا معلوم ہوا کہ اسے کبھی کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔

عبد اللہ ابن خطل نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتا تھا (۲۲) اور اُس کی دو لونڈیاں بھی حضور ﷺ کی گستاخی کرتی تھیں، فتح مکہ کے بعد جب وہ غلافِ کعبہ میں چُھپا ہوا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''اُسے قتل کر دو کیوں نہ یہ کعبے کے پردے میں پناہ لیے ہو''۔ (۲۳) ''صحیح بخاری'' (۲۴)

۲۲۔ یعنی وہ ایسے اشعار کہتا کہ جن جس میں حضور ﷺ کی بُرائی بیان کرتا تھا۔

۲۳۔ صحیح بخاری، کتاب الجهاد و السّير، باب قتل الأسير و قتل الصّبر، برقم: ٣٠٤٤، ٢/٢٨٤، و كتاب المغازى، باب أين ركز النّبىّ الرّاية يوم الفتح، برقم: ٤٢٨٦، ٣/٩٠

۲۴۔ ابن خطل پناہ لینے کے لئے بیت اللہ شریف کی طرف بھاگا، وہ ہتھیار پھینک کر جنگ چھوڑ کر امان طالب ہوا کہ اُس کے معاملے میں غور ہو اور حضور ﷺ نے یہ سب کچھ جاننے کے باوجود حکم فرمایا کہ اُسے قتل کیا جائے اور صرف ارتداد کے قتل میں یہ طریقہ نہیں ہے، اِس سے معلوم ہوا کہ اُس کے قتل میں

ایک شخص بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرا باپ آپ کی گستاخی کیا کرتا تھا میں نے اُسے قتل کر دیا یہ بات آپ پر گراں نہ گذری اور اس طرح اس کا خون ''هدر'' رہا، یہ روایت ابن قانع کی ہے۔ (۲۵)

ہارون الرشید نے حضرت امام مالک سے مسئلہ پوچھا گستاخ رسول کی سزا کیا کوڑے سے مارنا کافی نہیں اس پر حضرت امام نے فرمایا:

اے امیر المؤمنین! گستاخ رسول گستاخی کے بعد بھی زندہ رہے تو پھر اُمّت کو زندہ رہنے کا حق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو فی الفور گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔ (۲۶)

''ردالمحتار'' (۲۷) میں امام محمد بن سحنون کی روایت ہے:

اس قدر سختی صرف سبّ وشتم کی وجہ سے تھی، شاتم اگر چہ مرتد ہے مگر وہ محض مرتد کے مرتبے میں نہیں ہے، شاتم کے قتل میں تاخیر نہیں کی جاتی اور توبہ کر لے تب بھی اُسے قتل کیا جاتا ہے جب کہ محض مرتد توبہ کے بعد قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اور شاتم کے قتل پر اُمت کا اجماع ہے چنانچہ امام ابو بکر محمد بن ابراہیم بن المنذر نیشاپوری متوفی ۳۰۹ھ لکھتے ہیں: عوام اہل علم کا اِس بات پر اجماع ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کو گالی دے اُس پر قتل ہے (یعنی اُس کی سزا قتل ہے) جن ائمہ کرام نے یہ کہا اُن میں امام مالک، لیث بن سعد، احمد اور اسحاق (شامل) ہیں اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے، اور کہا کہ اس باب میں جس سے استدلال کیا جاتا ہے وہ کعب بن اشرف (یہودی) کا قصہ ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ''یہ سزا رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے نہیں ہے'' ملخصاً (الأشراف: باب ذكر ما يجب على من سبّ نبى الله ﷺ ٣/١٦٠) اور دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ اُن کا اِس پر اجماع ہے کہ جس نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی اُس کی سزا قتل ہے (الاجماع لابن المنذر: كتاب المرتدين، برقم: ٧٢٠، ص ١٢٨)

۲۵۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ ﷺ، القسم الرّابع، الباب الأول، الفصل الثّانى: فى الحجة فى إيجاب قتل من سبّه أو عابه ﷺ، ص ٣٧٣

۲۶۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ ﷺ، القسم الرّابع، الباب الأوّل، الفصل الثّانى: فى الحجة فى إيجاب قتل من سبّه أو عابه ﷺ، ص ٤٧٤

۲۷۔ ردّ المحتار على الدرّ المختار، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب مهم: فى حكم سابّ الأنبياء، تحت قوله: و تمامه فى الدّرر، ٦/٣٥٧

تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام اُمّت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔(۲۸)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے دَور میں ایک امام جس کا نام عبداللہ بن نواحہ تھا قرآن کی آیات کا مذاق اڑایا اور مفاہیم کے ردّ و بدل سے یہ الفاظ کہے:

''قسم ہے آٹا پیسنے والی عورتوں کی جو اچھی طرح گوندھتی ہیں پھر روٹی پکاتی ہیں پھر ثرید بناتی ہیں پھر خوب لقمے لیتی ہیں''۔ اِس پر حضرت نے اُسے قتل کا حکم سُنایا اور لمحہ بھر بھی تاخیر نہ فرمائی۔(۲۹)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں:(۳۰)

''جو شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرے اُس کا خون حلال اور مباح ہے''۔(۳۱)

اس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اُس کے لئے عدالتی کاروائی ہو تو فبہا ورنہ پورا معاشرہ سُستی اور کوتاہی پر مُجرم ہوگا۔(۳۲) ان ہی خیالات کا اظہار بارہا پنجاب ہائی کورٹ

۲۸۔ الدُّرَرُ الحکّام، کتاب الجهاد، باب الوظائف، فصل فی الجزیة، تحت قوله: ان إمتنع عن الجزیة، ۱/ ۳۰۰

أیضاً حسب المفتیین، کتاب الحدود، ق ۳۳۷/ب

۲۹۔ جیسا کہ المصنّف لابن أبی شیبة کے کتاب الجهاد، باب ما قالوا فی الرجل یسلم ثم یرتدّ، ما یصنع به (برقم: ۳۳۴۱۱، ۳۳۴۱۲، ۴۳۶۔ ۴۳۷، ۴۳۸) میں ہے۔

۳۰۔ امام سبکی نے نقل کیا کہ خُلید سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو گالی دی آپ نے لکھا کہ کسی شخص کو نہ قتل کیا جائے مگر اُسے قتل کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کو گالی دے (السیف المسلول، الباب الأول، الفصل الأول، المسألة الأول ص ۹۹)

۳۱۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الرابع، الباب الأول، الفصل الثانی: الحجة فی إیجاب قتل مَن سبّه أو عابه ﷺ، ۳۷۴

۳۲۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اِس فرمان میں ہمارے ملک کے حکمران طبقے اور دانشوروں کے لئے غور وفکر کا سامان ہے، وہ مُلکِ پاکستان اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے مُلک کا موازنہ کرلیں، اُن کی

کے معزز جج ''میاں نذیر اختر'' فرما چکے ہیں۔

اب سُنیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے ایک موقع پر شاتمینِ دین و رسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا، یہ روایت بھی ''بخاری'' کی ہے۔(۳۳)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو کسی نبی کو سبّ کرے اُسے قتل کر دو اور جو کسی صحابی کو بُرا بھلا کہے اُسے کوڑے مارو''۔(۳۴)

''الاشباہ والنظائر''(۳۵) میں ہے:

''کافر اگر توبہ کرے تو اُس کی توبہ قبول کرلی جائے لیکن اُس کافر کی توبہ

مملکت کتنی وسیع و عریض تھی اور آج ہمارا ملک اُس کے مقابلے میں کتنا چھوٹا ہے پھر اپنے مقام کے لحاظ سے اپنے فرض کو پہچان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکومت دی ہے تو ہم پر فرض ہے کہ ہر شاتم کو اس کے انجام پہنچانے میں تاخیر نہ کریں اور اس میں کسی مصلحت اور رواداری کو آڑے نہ آنے دیں اور اس میں کسی کا دباؤ قبول نہ کریں۔

۳۳۔ صحیح البخاری، کتاب الجهاد و السّیر، باب: لا یعذّب بعذاب الله، برقم: ۳۰۱۷، ۲/ ۲۷۷، و کتاب استتاب المرتدین والمعاندین و قتالهم، باب: إثم مَن أشرك بالله إلخ، برقم: ۶۹۲۲، ۴/ ۳۱۳

أیضاً المصنّف لابن أبی شیبة، کتاب الحدود، باب فی الزّنادقة: ما حدُّهم؟، برقم: ۲۶۹۱، ۱۴/ ۵۹۹، و کتاب السّیر، باب مَن رخّص فی التّحریق فی أرض العدو وغیرها، برقم: ۳۳۸۲۴، ۱۷/ ۵۸۸۔ ۵۸۹،

أیضاً المصنّف لعبد الرّزاق، کتاب الجهاد، باب القتل بالنّار، برقم: (۲۰۰۲)۔ ۹۴۷۶، ۵/ ۱۴۵

۳۴۔ المعجم الصّغیر للطبرانی، باب العین، مَن اسمه عبدان، ۱/ ۲۳۵۔ ۲۳۶

۳۵۔ الإشباه و النّظائر، الفن الثّانی، الفوائد، کتاب السّیر، باب الرّدة، ص ۱۸۹ میں مذکور عبارت سے مستفاد یہی ہے۔

قبول نہیں جو نبی کریم ﷺ کے حضور گستاخیاں کرتا ہے''۔

''نسائی شریف'' (۳۶) کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کیا آپ کے ایک عقیدت مند نے اجازت چاہی کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ حق صرف حضرت محمد ﷺ کا ہے کہ انہیں (بکواس کرنے والے کو) قتل کر دیا جائے'' (۳۷)

۳۶۔ سُنَن النّسائي، كتاب تحريم الدّم، باب الحكم فيمن سبّ النبي ﷺ، برقم: ٤٠٧٧، ١١٤/٧/٤، و باب ذكر الاختلاف على الأعمش في هذا الحديث، برقم: ٤٠٧٨، ٤٠٧٩، ٤٠٨٠، ٤٠٨١، ٤٠٨٢، ٤٠٨٣، ١١٤/٧/٤، ١١٥، ١١٦
أيضاً سُنَن أبي داؤد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سبّ النبي ﷺ، برقم: ٤٣٦٢، ٣٤٥/٤۔
أيضاً، مسند أبي يعلىٰ، مسند أبي بكر رضي الله تعالىٰ عنه، برقم: ٧٩/٧٩، ٨٠/٨٠، ٨١/٨١، ٨٢/٨٢ ص ٥٢۔ ص ٥٣
أيضاً المسند للإمام أحمد، ٩/١

۳۷۔ قاضی عیاض نقل کرتے ہیں کہ قاضی ابو محمد بن نصر نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے بھی مخالفت نہیں کی۔ (الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ ﷺ القسم الرّابع، الباب الأول في بيان ماهو في حقّه ﷺ سبّ أو نقص الخ، فصل الحجة في إيجاب قتل من سبّه أو عابه ﷺ ص ٣٧٤) اس روایت سے بہت سے علماء نے نبی کریم ﷺ کو سب کرنے والے کے قتل کے جواز پر استدلال کیا ہے، اُن میں سے ابو داؤد، قاضی اسماعیل بن اسحاق، ابو بکر بن عبد العزیز اور قاضی ابو یعلی وغیرہم ہیں (الصّارم المسلول، المسئلة الأولىٰ، الحديث الخامس، ص ٦٨) اور قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ ائمہ دین نے اس حدیث سے اُس شخص کے قتل پر استدلال کیا ہے جو نبی کریم ﷺ کو ناراض کرے یا ایذاء پہنچائے یا گالی دے (الشّفا بتعريف حقوق المصطفىٰ ﷺ، القسم الرّابع، الباب الأول، فصل: الحجة في إيجاب قتل الخ، ص ٣٧٤) اور امام سبکی شافعی اس کے تحت لکھتے ہیں کہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کلام ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کا حق ہے کہ اُسے قتل کر دیا جائے جو آپ ﷺ کو غیظ دلائے برخلاف دوسروں کے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ ﷺ کو سب کرنا آپ کو غیظ دلاتا ہے۔ (السيف المسلول على من سبّ الرّسول ﷺ، الباب

''ابن ماجہ'' نے روایت کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتد کو قتل کی سزا دی۔ (۳۸) اس پر ''فتح القدیر'' (۳۹) کا مؤلف لکھتا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے خلاف [illegible] زبان استعمال کرے اُس کی گردن اڑا دی جائے۔

مُحدِّث عبد الرزاق روایت فرماتے ہیں:

''خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ مُرتدوں کو آگ میں جلا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے ابو بکر! آپ نے خالد کو کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کی تلوار کو نیام میں نہیں ڈال سکتا'' (۴۰)

''سُنَن ابی داؤد'' کی حدیث ہے:

عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ: "أَنَّ أَعْمَىٰ كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتِمُ النَّبِيَّ ﷺ وَ تَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَ يَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قَالَ فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ ﷺ وَ تَشْتِمُهُ، فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا وَ اتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ فَلَطَخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذٰلِكَ

الأول، الفصل الأول، المسالة الأولىٰ، ص ٩٨) اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جواب سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے وصال با کمال کے بعد بھی آپ کا یہ حق باقی ہے کہ آپ کے سب وشتم کرنے والے کو قتل کر دیا جائے بلکہ آپ ﷺ کے وصال با کمال کے بعد یہ تو مزید مؤکد ہو گیا، اور آپ ﷺ کی حُرمت آپ کے وصال با کمال کے بعد اکمل ہے اور آپ کی عزت کے بارے میں تساہل ممکن نہیں ہے، پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے مستفاد یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سب فی الجملہ قتل کو مباح کر دیتا ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جواب کا عموم اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اس میں کافر اور مسلمان میں کوئی فرق نہیں یعنی شاتم چاہے کافر ہو یا مسلمان دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

۳۸۔ سُنَن أبي داؤد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن ارتد، برقم: ٤٣٥٤، ٣٤١/٤
۳۹۔ فتح القدير، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، تحت قوله: لما روينا "من بدّل دينا فاقتلوه"، ٣١١/٢
۴۰۔ المصنّف لعبد الرّزاق، كتاب الجهاد، باب القتل بالنّار، برقم: ٩٤٧٥، ١٤٥/٥

لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَجَمَعَ النَّاسَ، فَقَالَ أَنْشُدُ اللّٰهَ رَجُلاً فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ، قَالَ فَقَامَ الْأَعْمٰى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَ هُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتّٰى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتِمُكَ وَ تَقَعُ فِيْكَ فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَ أَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلَ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَ كَانَتْ بِي رَفِيْقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَ تَقَعُ فِيْكَ، فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا وَ اتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
"أَلَا اشْهَدُوْا إِنَّ دَمَهَا هَدَرٌ" (٤١)

حضرت عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ یہ بات ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتائی ایک اندھے کی اُمّ ولد تھی وہ حضور ﷺ کو گالیاں بکتی تھی اور اسلام کے خلاف اعتراض کرتی تھی، وہ نابینا شخص اُس کو روکتا لیکن وہ باز نہ آتی۔ ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود وہ اپنے ہفوات سے باز نہ آئی" ایک رات وہ حضور ﷺ کو سبّ وشتم کرنے لگی تو نابینا صحابی اٹھا اور خنجر لیا اُس کے پیٹ میں اُتار دیا اور اُس عورت کو قتل کر دیا۔ صبح صبح یہ واقعہ رحمتِ عالم ﷺ کو سُنایا گیا۔ آپ ﷺ فرمانے لگے "جس آدمی نے ایسا کیا ہے اُس پر میرا حق ہے وہ کھڑا ہو جائے"، وہ شخص لڑکھڑاتے ہوئے آگے بڑھا اور حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور تسلیم کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اُس عورت کا قاتل ہوں، یہ آپ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور اسلام پر اعتراض کیا کرتی تھی، پس میں نے گذشتہ رات خنجر سے اُسے قتل کر دیا حالانکہ میرے اُس سے موتیوں جیسے دو بیٹے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "سنو! سنو! تم سب گواہ ہو کہ اُس

۴۱۔ سُنَن أبي داؤد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سبّ النّبيّ ﷺ، برقم: ٤٣٥١، ٤/٣٤٤۔٣٤٥

کا خون "ھدر" (۴۲) ہے"۔ (۴۳)

اِس حدیث میں غور وفکر کے لئے کافی مواد موجود ہے کہ اُس عاشقِ رسول ﷺ نے ماورائے عدالت اُس عورت کو قتل کیا لیکن حضور ﷺ نے اُس کے خون کو "ھدر" قرار دیا۔ (۴۴)

۴۲۔ "ہدر" اُسے کہتے ہیں جس کا ضمان نہ قصاص کے ساتھ لیا جائے اور نہ دیت اور کفارے کے ساتھ

۴۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب وشتم نے اُس کے خون کو مباح کر دیا کیونکہ جب اُس صحابی نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ اُس نے اُسے اِس لئے قتل کیا ہے کہ اُس نے آپ کو سبّ شتم کیا تھا اور آپ ﷺ نے اُس عورت کے خون کو "ہدر" فرما دیا، لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو سبّ وشتم قتل کا موجب ہے جیسا کہ یہ واقعہ اِس پر ظاہر ظہور دلالت کر رہا ہے اور اِس حدیث شریف کے تحت محشّی صحاح ستہ علامہ ابوالحسن کبیر محمد بن عبدالہادی سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ لکھتے ہیں کہ اِس میں اِس بات کی دلیل ہے کہ ذِمّی جب اللہ واُس کے رسول سے اپنی زبان نہ روکے تو اُس کے لئے کوئی ذمہ نہیں، پس اُس کا قتل حلال ہے (حاشية السّندي على السُّنن للنّسائي، كتاب تحريم الدّم، باب الحكم فيمن سبّ النّبيّ ﷺ، برقم: ٤٠٧٦، ١١٤/٧/٤، وحاشية السّندي على السُّنن لأبي داؤد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سبّ النبي ﷺ، برقم: ٤٣٦١، ٢٧٦/٤) اور اِس حدیث شریف کے تحت امام خطابی لکھتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کسی نے مسلم شاتم رسول ﷺ کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو (معالم السُّنَن، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سبّ النّبيّ ﷺ، برقم: ٤٣٦١، ٥٢٨/٤)

۴۴۔ یہ تو شاتمِ رسول ﷺ کا معاملہ تھا صرف مرتد کے بارے میں اِس حدیث شریف اور اِس طرح کی دیگر احادیث مبارکہ کی بنا پر فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ کوئی شخص مرتد ہو گیا اور کسی نے اُس کے اِرتداد کی بنا پر کسی نے اُسے قتل کر دیا تو قاتل پر کچھ نہیں، چنانچہ امام حسن بن منصور اُوزجندی متوفی ۵۹۲ھ جو قاضیخان کے نام سے معروف ہیں لکھتے ہیں کہ "أجمعَ أصحابُنا على أنّ الرِّدّةَ تبطلُ عِصمةَ النّكاحِ ...... و ردّةُ الرّجلِ تبطلُ عِصمةَ نفسِهِ حتّى لو قتله القاتلُ بغيرِ أمرِ القاضي عمداً أو خطأً أو بغيرِ أمرِ السُّلطانِ أو أتلفَ عُضواً من أعضائِهِ لا شيءَ عليه (فتاوىٰ قاضيخان، كتاب السّير، باب الرّدّة وأحكام أهلها، ٥٨١/٣، أيضاً الفتاوىٰ تنقيح الحامدية، كتاب الشركة، باب الرّدّة والتعزير، مطلب: تقع الفرقة بنفس الرّدة، ١٠١/١) یعنی، ہمارے اصحاب (احناف) کا اِس پر اجماع ہے ردّۃ عصمۃِ نکاح کو باطل کر دیتی ہے...... اور آدمی کا مرتد ہونا خود اُس کی اپنی عصمۃ کو باطل کر دیتا ہے یہاں تک کہ قاتل نے اُس مرتد کو قاضی (جج) کے حکم کے

حضور انور ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو شہر نور میں ایک بوڑھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور نام اُس کا ابوعفک تھا اُس نے انتہائی دشمنی کا اظہار کیا، لوگوں کو وہ حضور ﷺ کے خلاف بھڑکاتا نظمیں لکھتا جن میں اپنی بد باطنی کا اظہار کرتا۔ جب حارث بن سوید کو موت کی سزا سنائی گئی تو اُس ملعون نے ایک نظم لکھی جس میں حضور ﷺ کو گالیاں بکیں۔ حضور ﷺ نے جب اُس کی گستاخیاں سُنیں تو فرمایا:

''تم میں سے کون ہے جو اس غلیظ اور بدکردار آدمی کو ختم کردے''

سالم بن عمیر نے اپنی خدمات پیش کیں وہ ابوعفک کے پاس گئے دراں حالیکہ وہ سو رہا تھا، سالم نے اُس کے جگر میں تلوار زور سے کھبو دی ابوعفک چیخا اور آنجہانی ہوگیا۔ (۴۵)

حویرث بن نقیذ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا ایک بار حضرت عباس مکہ سے [...] جارہے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہما مدینہ جانے کے [لئے] اُن کے ساتھ نکلیں۔ ظالم حویرث نے سواری کو اِس طرح ایڑھ لگائی کہ دونوں شہزادیاں [سو]اری سے گر گئیں۔ رسول ﷺ نے اُسے موت کی سزا سُنائی۔ فتحِ مکہ کے موقع پر حُویرث [نے خ]ود کو ایک مکان میں بند کردیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے تلاش کرلیا اور اپنے آقا [ﷺ] کے حکم پر اُسے قتل کردیا۔ (۴۶)

''بخاری شریف'' کی روایت ہے معاویہ بن مغیرہ نامی ایک گستاخ کو رسول اللہ ﷺ نے گرفتار کروالیا اور فرمایا: ''ایک سچا مسلمان ایک ہی سانپ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا، [اے] معاویہ بن مغیرہ! تم اب کسی صورت میں بھی واپس نہیں جاسکتے''۔

پھر فرمایا: ''اے زبیر! اے عاصم! اِس کا سر قلم کردو'' (۴۷)

''فتاویٰ بزازیہ'' (۴۸) میں ہے اور یہ حنفی فقہ کی معروف کتاب ہے۔

جب کوئی شخص حضور ﷺ یا انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے اُس کی شرعی سزا قتل ہے۔ اور اُس کی توبہ یقیناً قبول نہیں ہوگی۔

۴۶۔ کتاب المغازی للواقدی، شان غزوة الفتح، ۲/۲۸۱ مختصراً،
ایضاً، السّیرة النّبویّة لابن هشام، شعار المسلمین یوم الفتح، من أمر بقتلهم الرّسول ﷺ
یدخل الحرم، ۴/۹۳

۴۷۔ امام بیہقی نے ابوعزۃ عبداللہ بن عمرو بن عبدالجحی کے بارے میں روایت کی کہ وہ ایک شاعر تھا اور اس نے حضور ﷺ کی ہجو کی اور مشرکوں کو حضور ﷺ کے ساتھ جنگ کے لئے اُکسایا، غزوہ بدر میں حضور ﷺ نے اُس پر احسان کرتے ہوئے اُسے چھوڑ دیا اور اُحد میں پکڑا گیا اور آپ نے حضرت عاصم سے فرمایا ''اے عاصم! اس کا سر قلم کردو'' (السُّنن الکبری للبیهقی، کتاب قسم الفی والغنیمة، باب ماجاء فی من الإمام علی من رأی، برقم: ۱۲۸۳۹، ۶/۵۲۰ وکتاب السّیر، مایفعل بالرّجال البالغین منهم، برقم: ۱۸۰۲۹، ۹/۱۱۱)

۴۸۔ الفتاوی البزازیة علی هامش الفتاوی الهندیة، کتاب السّیر، الباب الرّابع فی المرتد إلخ، الفصل الثّانی، النّوع الأوّل فی المقدمة، ۶/۲۳۱

''فتاویٰ قاضی خان'' (۴۹) میں ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ منسوب کسی چیز میں عیب نکالنے والا شخص کافر ہے جب کہ ''الاشباہ'' کے مصنف نے فرمایا اور وہ واجب القتل ہوگا۔ جیسے کسی شخص نے حضور ﷺ کے بال مبارک کے بارے میں (بطورِ اہانت) تصغیر کا صیغہ استعمال کر کے تنقیص کی۔

علامہ جصاص رازی لکھتے ہیں:

مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا جو شخص حضور ﷺ کی ذات پاک کے خلاف بے ادبی کی جسارت کرے وہ مُرتد ہے اور قتل کا مستحق ہے۔ (۵۰)

''عالمگیری'' میں ہے کہ جو شخص کہے حضور ﷺ کی چادر یا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو، اُس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔ (۵۱)

علامہ خفاجی ''نسیم الریاض'' میں فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے کسی شخص کے علم کو حضور

۴۹۔ فتاویٰ قاضیخان، علی هامش الفتاوی الهندیة، کتاب السّیر، باب ما یکون کفراً من المسلم و ما لایکون، ۵۷۴/۳، وفیه: إذا عابَ الرّجلُ النّبیَّ علیه السلام فی شیءٍ کان کافراً، قال بعض العلماء: لو قال: شعر النّبیّ ﷺ شعراً فقد کَفَر

۵۰۔ أحکام القرآن للرّازی، سورة البراءة، مطلب: فی حکم مَن شتم النّبیّ ﷺ، ۱۲۸/۳

۵۱۔ ولو قال: جامهٔ پیغمبر ریمناك (أی، ملابس الرّسول قذرة) فقد قیلَ یکفُر، وقد قیل یکفر إذا قالَ علی وجهِ الإهانةِ (الفتاوی الهندیة، کتاب السّیر الباب التّاسع فی أحکام المرتدین، مطلب: موجبات الکفر أنواع منها إلخ ۲۶۴/۲)

وری ابنُ وهبٍ عن مالك من قال: إنّ رداءَ النّبیّ ﷺ۔ ویُروی زرُّ النّبیّ ﷺ۔ وَسِخٌ أراد به عَیبَهُ قُتِلَ (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، القسم الرّابع، الباب الأول: فی بیان ماهو فی حقّه ﷺ إلخ، ص ۳۷۰)

ﷺ کے علم سے زیادہ جانا اُس نے توہین کی، اس لیے وہ واجب القتل ٹھہرا۔ (۵۲)

قاضی عیاض فرماتے ہیں:

وَ بَلَغَ الْمُهَاجِرَ بْنَ أَبِی أُمَیَّةَ أَمِیْرَ الْیَمَنِ لِأَبِی بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً هُنَاكَ فِی الرِّدَّةِ غَنَّتْ بِسَبِّ النَّبِیِّ ﷺ فَقَطَعَ یَدَهَا وَ نَزَعَ ثَنِیَّتَهَا فَبَلَغَ أَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ: لَوْ لَا مَا فَعَلْتَ لَأَمَرْتُكَ بِقَتْلِهَا، لِأَنَّ حَدَّ الْأَنْبِیَاءِ لَیْسَ یُشْبِهُ الْحُدُوْدَ (۵۳)

''یمن کے گورنر مہاجر بن اُمیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی وہاں ایک عورت مرتد ہوگئی، اُس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی والا گیت گایا، گورنر نے اُس کا ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دو دانت توڑ دیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا! اگر تو فیصلہ کر کے عمل نہ کرا چکا ہوتا تو میں اُس عورت کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتا اِس لیے کہ نبیوں کے گستاخ قابل معافی نہیں ہوتے''۔

حضور ﷺ کے گستاخ کی سزا یہی ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں چاروں مسالک یہی ہیں۔

علامہ زین الدین ابن نجیم ''البحر الرائق'' (۵۴) میں ارشاد فرماتے ہیں حضور ﷺ کو سب وشتم کرنے والے کی سزا قتل ہے اُس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

۵۲۔ نسیم الرّیاض، القسم الرّابع، الباب الأول: فی بیان ماهو إلخ ۱۴۶/۴ (۳۳۵/۴) بتغییرٍ یسیرٍ

۵۳۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، القسم الرّابع، الباب الأول، الفصل الثانی: فی الحجّة فی إیجاب قتل مَن سبّه أو عابه ﷺ، ۳۷۳
أیضاً الصّارم المسلول علی شاتم الرّسول ﷺ، المسئلة الأولی: إنّ من سبّ النّبیّ ﷺ إلخ، فصل: و أمّا إجماع الصّحابة، ص۱۳۸

۵۴۔ البحر الرّائق شرح کنز الدّقائق، کتاب السّیر، باب أحکام المرتدّین، تحت قوله: و یحبس ثلاثة أیام إلخ، ۲۱۱/۵

علامہ خطابی فرماتے ہیں اُمت اِس بات پر مجتمع ہے کہ کسی بھی نبی کی بے ادبی کُفر اور شاتم واجب القتل ہے۔میں نہیں جانتا کہ اِس حقیقت سے کسی نے انکار کیا ہو۔(۵۵)

''مبسوط'' میں امام سرخسی (۵۶) فرماتے ہیں نبیوں کو گالی دینے والے کو قتل کیا جا گا، اُس سے توبہ کا مطالبہ نہیں ہوگا۔(۵۷)

امام سیوطی رحمہ اللہ نے ''الخصائص الکبریٰ'' (۵۸) میں سفیان ہذلی کے بارے میں روایت لکھی کہ حضور ﷺ نے اُس گستاخ کی نشاندہی خود فرمائی اور کہا کہ اِس وقت وہ وا نخلہ یا وادیٔ عُرنہ میں ہے۔تم جاؤ اور اُسے قتل کرو، رسول ﷺ نے عبداللہ بن اُنی کو اپنا عصا مبارک بطورِ انعام عطا فرمایا۔حضور ﷺ نے اپنے ایک گستاخ کو قتل کر والے کو یہ انعام عطا فرمایا تمہیں کوئی فتنہ ضرر نہیں دے سکے گا۔(۵۹)

بیہقی نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حضور ﷺ کے خلاف والے کی سزا یہ ہے کہ اُسے قتل کیا جائے گا۔

۵۵۔ الصّارم المسلول علی شاتم الرّسول، المسئلة الأولیٰ: أن من سبّ النّبیّ ﷺ إلخ، ص

۵۶۔ المبسوط للسّرخسی، کتاب السّیر، باب المرتدین

۵۷۔ یہ امام مالک کا قول ہے جسے ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق بصری مالکی متوفی ۲۸۲ھ نے اپنی ''المبسوط'' میں نقل کیا ہے جیسا کہ امام سبکی نے "السیف المسلول" (کے باب اول، فصل او المسئلة الأولیٰ ص ۱۰۰) میں لکھا ہے اور علامہ ابوعمر عثمان بن عیسیٰ بن کنانہ متوفی ۱۸۶ھ نے کتاب ''المبسوط'' میں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے جس نے نبی کریم ﷺ کو شتم کیا اُ کیا جائے یا وہ سولی دیا جائے اور اُس کی توبہ قبول نہ کی جائے جیسا کہ امام سبکی نے "ال المسلول" کے باب اول، فصل اول (المسئلة الأولیٰ ص ۱۰۰) میں اسے نقل کیا ہے۔

۵۸۔ الخصائص الکبریٰ، باب ما وقع فی قتل سفیان بن نبیح الهذلی، ۲۳۵/۲

۵۹۔ حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے مجھے یہ عصا کیوں عطا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ میرے اور تیرے درمیان قیامت میں علامت ہے''۔ حضرت عبداللہ بن اُنیس نے اُس دن سے اسے اپنی تلوار کے ساتھ ملا لیا جب آپ کا وصال آپ نے حکم دیا کہ اسے میرے کفن کے ساتھ ملا دیا جائے۔(الخصائص الکبریٰ، باب ما فی قتل سفیان بن نبیح الهذلی، ۲۳۵/۲)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا فیصلہ قبول نہ کرنے والے منافق کی گردن اڑا دی۔(۶۰)

نُصوصِ قرآن اور احادیث مبیضہ کی روشنی میں قاضی عیاض ''شفا شریف'' میں لکھتے ہیں۔وہ سب لوگ جو نبی ﷺ کی گستاخی کریں، سب وشتم کریں، عیب لگائیں یا آپ کی پاک ذات نسب مبارک، آپ کے دین یا آپ کی کسی عادت میں نقص نکالیں، تعریض کریں یا بطورِ سبّ آپ کو کسی سے تشبیہ دیں، شان میں کمی کریں یا آپ کی ذات اقدس میں اعتراض کریں یہ سب باتیں سب وشتم ہیں، ان کے مُرتکب کو قتل کیا جائے گا۔(۶۱)

ابن حاتم طلیطلی اُندلسی نے ایک مناظرہ میں ازراہِ استحقار حضور ﷺ کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سسر کہہ کر آپ کے زُہد کو احتیاج کی بنا پر مجبوری قرار دیا، تو اُندلس کے تمام فقہاء نے اُسے سولی پر لٹکانے کی سزا کا فتویٰ دیا۔(۶۲)

''جسٹس میاں نذیر اختر'' اپنے ایک مقالے میں گراں قدر خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''یہ مُسلمہ قانون ہے کہ توہینِ رسالت کی سزا موت ہے۔عہدِ نبوی اور دَورِ صحابہ میں بہت سے مُجرموں کو اِس جرم میں سزا دی گئی۔برطانوی اور مُغلیہ دَور میں بھی توہینِ رسالت کے مُرتکب افراد کو موت کی سزا دی گئی اور کبھی حکومتی سطح پر قانون پر عمل نہ ہو سکا تو مسلمان غازی علم الدین کی پیروی کرتے ہوئے خود ہی توہینِ رسالت کے مُرتکب افراد کو سزا

۶۰۔ تفسیر ابن أبی حاتم الرّازی، سورة النّساء، الآیة: ۶۵، برقم: ۵۵۹۷، ۷۴/۳
أیضا الدُّرّ المنثور فی التّفسیر بالماثور، سورة النّساء، الآیة: ۶۵، ۵۴۷/۲۔
أیضاً الصّارم المسلول، المسئلة الأولیٰ أنّ مَن سبّ النّبیّ ﷺ، فصل، ص ۳۲، ۳۳

۶۱۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، القسم الرّابع، الباب الأول فی بیان ما هو فی حقه ﷺ سبّ أو نقص إلخ، ص ۳۴۹

۶۲۔ الصّارم المسلول علی شاتم الرّسول، المسئلة الرّابعة فی بیان السّبّ المذکور إلخ، فصل: قد ثبت أنّ کلّ سبّ إلخ، ص ۳۶۳
أیضا السّیف المسلول، الباب الأول، الفصل الأوّل، المسئلة الأولیٰ، ص ۱۰۲

دیتے رہے گویا اس قانون پر اُمت متفق ہے اِس میں کوئی ابہام نہیں ہے"۔(۶۳)

"جسٹس میاں نذیر اختر" کے یہ الفاظ مزید غور وفکر کا تقاضا کرتے ہیں:

یہ قانون چودہ صدیوں سے مسلمانوں کے قلوب پر نقش ہے اگر سزا ختم کی گئی تو فرق یہ پڑے گا کہ غازی علم الدین کی طرح عشاق سزائیں خود نافذ کریں گے۔

سرکار کی عظمت ہے ہمیں سب سے مقدم
پیغام یہ کُفار کو سب مل کے سُنائیں
جو کوئی بھی مُجرم ہے توہینِ رسالت کا
عبرت کی اُسے ...تصویر بنائیں
زندہ ہیں ابھی عالمِ اسلام کی مائیں

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی (۶۴) سے ایک موقع پر کسی نے سوال کیا کہ حضور ﷺ کی طرف ایک مقرر نے تکبر کی نسبت کی اُس پر آپ نے جواب دیا یہ صریح کُفر ہے۔ایسے شخص کا ایمان جاتا رہا۔اُس کی عورت اُس کے نکاح سے نکل گئی۔مسلمانوں کا اُس سے سلام کلام حرام ،اُس کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑے تو اُسے پوچھنا حرام، مرجائے تو اُس کے جنازے پر جانا حرام، اُسے غسل وکفن دینا حرام، مرنے کے بعد اُسے کوئی ثواب پہنچانا حرام بلکہ اُس کے کُفر پر مطلع ہو کر جو اُسے مسلمان سمجھتا رہا اور اُس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرے بلکہ اُس

۶۳۔ تقریر ایوانِ اقبال وسنی سیکرٹریٹ

۶۴۔ امام اہلسنّت امام احمد رضا دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: اُسے کیا اختیار تھا کہ گستاخی کی جائے رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں اور یہ معاف کردے۔"درمختار" (الدُّرّ المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ص ۳٤٥) میں ہے کہ جو کسی نبی کو گالی دینے کی وجہ سے کافر ہوا، اُس کی توبہ کسی حال میں قبول نہیں۔اور اگر اللہ تعالیٰ کو گالی دی تو توبہ مقبول ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور پہلا بندے کا حق ہے جو توبہ سے زائل نہیں ہوتا اور جس نے بھی اُس کے عذاب وکفر میں شک کیا وہ کافر ہو جائے گا۔(فتاویٰ رضویہ مع التخریج ، کتاب السِّیر، مسئلہ: ٥٣، ١٤/٦٠٣، ملخصاً)

کے کُفر میں شک بھی کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔(۶۵)

"تاریخ بغداد" میں یہ روایت موجود ہے:

حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی مت دو، اس لیے کہ آخر زماں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو میرے صحابہ کو گالی دے گی اگر وہ بیمار ہو جائیں تو بیمار پرسی نہ کرنا اور اگر وہ مرجائیں تو اُن پر نمازِ جنازہ نہ پڑھنا۔اُن سے نکاح کے رشتے نہ قائم کرنا۔انہیں وراثت میں حصہ نہ دینا اور انہیں سلام بھی نہ دینا اور اُن کے لیے دعائے رحمت بھی نہ کرنا۔ (۶۶)

اس حدیث سے حضور ﷺ کی توہین کرنے والے کے لیے نرم دل رکھنے والے کا حکم آپ خود معلوم کر سکتے ہیں۔

اب میں چاہوں گا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C،(۶۷) کی طرف آؤں لیکن قبل اس کے کہ اُس پر تشریحاتی گفتگو کی جائے اُس پر دی گئی آئینی توضیح ملاحظہ ہو۔

۶۵۔ مستفاد از فتاویٰ رضویه، کتاب السیر، مسئله ۲۷۳، و ۲۷٤، ١٤/٦٤٦

۶۶۔ تاریخ بغداد، باب الحاء ماذکر من اسمه الحسين، وابتداء اسم أبيه حرف الواو، برقم: ٦٠٢٤٦، ٦/٢٥٢

۶۷۔ دفعہ 295-C یہ ہے کہ "جو کوئی عملاً، زبانی یا تحریری طور پر یا بطور طعنہ زنی، بہتان تراشی، بالواسطہ یا بلاواسطہ، اشارۃً یا کنایۃً (حضرت) محمد (ﷺ) کی توہین یا تنقیص یا بے حُرمتی کرے گا وہ سزائے موت یا عمر قید کا مستوجب ہوگا، اُسے جرمانے کی سزا بھی کی جاسکتی ہے" اور اس قانون کے بارے میں "ماہنامہ تحفظ کے ایڈیٹر محترم جناب محمد شہزاد قادری ترابی لکھتے ہیں کہ ۱۹۸۵ء کی قومی اسمبلی میں ادارے کے سرپرست اعلیٰ قائد اہلسنّت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، حاجی حنیف طیب اور محترمہ قمر النساء قمر اور دیگر حضرات کی کوششوں سے 295-C کا اضافہ کیا گیا، جسے قومی اسمبلی اور سینیٹ دونوں ایوانوں نے مکمل اتفاق رائے سے منظور کیا۔اس وقت علمائے اہلسنّت کے علاوہ دیوبند، اہلحدیث، شیعہ نمائندوں نیز پارسیوں کے نمائندے ایم پی بھنڈرا، ہندو نمائندے سیٹھ چمن داس، عیسائی نمائندے موجود تھے (ماہنامہ تحفظ، جلد نمبر۷، شمارہ نمبر۴، مارچ ۲۰۱۱ء/ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ) بعد میں اکتوبر ۱۹۹۵ء وفاقی شرعی عدالت کے ایک فیصلے کی روشنی میں سزائے عمر قید ختم کر کے "سزائے موت" کو برقرار رکھا گیا جیسا کہ اس کا ذکر آئے گا۔

"The following is the text of 295C PPC which provides for the death penalty or life imprisonment for blasphemy.In 1992,by order of the Federal Shariat Court, 295-C PPC was amended to make death the only possible penalty for blasphemy. The National Assembly did not amend the PPC or appeal the decision of the Court in the time allowed by the decision. By order of the Court, failure to amend or appeal the decision in the allotted time resulted in the allowance for life imprisonment to be deemed struck. While the wording has not changed, death is now the mandatory penalty"

مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 295-C توہینِ رسالت پر عمر قید یا سزائے موت دیتی ہے 1992 میں وفاقی شرعی عدالت کے حکم کے ذریعے 295-C میں توہینِ رسالت کی سزا کے طور پر صرف موت ہی کو ممکنہ سزا بنانے کی ترمیم کر دی گئی۔ قومی اسمبلی نے عدالت کی جانب سے مقررہ معیاد میں نہ تو قانون میں ترمیم کی اور نہ ہی عدالتی فیصلے کے خلاف اپیل کی گئی۔ عدالتی حکم کے مطابق دیئے گئے وقت میں ترمیم یا اپیل نہ کرنے کی صورت میں نتیجۃً عمر قید کی سزا خود بخود کالعدم متصور ہوگی باوجودیکہ عبارت میں تبدیلی نہیں کی گئی۔ اب

موت ہی لازمی سزا ہے۔(۶۸)

تعزیراتِ پاکستان کی یہ شق ملاحظہ کرنے کے بعد یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ یہ قانون انسانی ذہن کی پیداوار نہیں اور یہ خیرات میں بھی نہیں دیا گیا۔ اِس قانون کے عقب میں اسلامی تحریکات کے اربوں جذبے، قربانیاں اور شہادتیں موجود ہیں جن کے نتیجے میں قرآن وسنت کا نفوذ شرعی عدالت کے ذریعے عمل میں آیا ہے اور آئینی سطح پر اس کی توثیق کی گئی۔(۶۹) اب یہ بات بخوبی سمجھ لینی چاہیے کہ توہینِ رسالت کی سزا قتل صرف آئینِ پاکستان کی تجویز نہیں بلکہ یہ کتاب وسنت کا سپریم لاء جس کا انکار کفر ہے۔ اُسے ''کالا قانون'' (۷۰) کہنا رسالت مآب

۶۸۔ مجموعہ تعزیراتِ پاکستان توضیحی نوٹ 295-C

۶۹۔ ممتاز صحافی حامد میر لکھتے ہیں کہ توہینِ رسالت ﷺ کی سزا کا معاملہ پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں اور پارلیمنٹ نے طے کر دیا لیکن وقفے وقفے سے غیر ملکی طاقتیں اِس معاملے میں مداخلت کرتی رہتی ہیں۔ امریکہ اور بعض مغربی ممالک ماضی میں کھل کر توہینِ رسالت ﷺ کی سزا سے متعلق قانون 295-C کی ختم کرنے یا تبدیل کرنے کا مطالبہ کر چکے ہیں۔ جنرل پرویز مشرف کے دور میں غیر ملکی سفیروں کا ایک وفد اُس وقت کے وزیرِ قانون رضا حیات ہراج سے ملا اور اِس قانون میں تبدیلی کا مطالبہ کیا۔ رضا حیات ہراج نے غیر ملکی سفیروں سے صاف صاف کہا کہ توہینِ رسالت ﷺ کی سزا موت ہے، یہ سزا ختم نہیں ہو سکتی۔ سفیر صاحبان مایوس ہو کر واپس لوٹ گئے۔ اب صدر آصف علی زرداری کے قریبی دوست اور پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر نے 295-C کو ''کالا قانون'' قرار دیا۔ قومی اسمبلی کے کچھ اقلیتی ارکان نے اِس قانون کو غیر مسلموں کی جان و مال کے لئے خطرہ قرار دے دیا ہے تاہم اس صورت حال میں وفاقی وزیرِ قانون بابر اعوان نے دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب تک وہ وزیرِ قانون ہیں توہینِ رسالت ﷺ کا قانون تبدیل نہیں ہو سکتا۔ بابر اعوان سے لاکھ اختلافات لیکن اِس معاملے میں اُن کا موقف غیر لچکدار اور پاکستانی عوام کی اکثریت کے حقوق کی پاسداری کے مترادف ہے۔ پاکستان میں غیر مسلموں کے حقوق کا خیال رکھنا ہم سب پر فرض ہے لیکن اِس کا مطلب یہ قطعاً نہیں کہ ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی کھلی اجازت دے دیں۔ (روزنامہ جنگ، کراچی، پیر ۲۹ نومبر ۲۰۱۰ء)

۷۰۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا وہ بیان جس میں اُس نے قرآن وسنت کے اسی سپریم لاء کو ''کالا قانون'' کہا تھا اخبارات میں شائع ہوا میرے سامنے ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء کا ''ایکسپریس، کراچی'' ہے جس میں ہے کہ اس نے کہا کہ ''آسیہ بی بی غریب اور بے بس خاتون ہے، اُسے قائداعظم اور ذوالفقار علی بھٹو کے دیئے ہوئے قانون کے تحت نہیں بلکہ ضیاء الحق کے ''کالے قانون'' کے تحت سزا ہوئی'' اور اسی میں

ﷺ کی توہین ہے۔ اُسے دقیانوسیت سے تعبیر کرنا جہالت ہے۔ اُسے بدلنے کی کوشش احکام رسالت سے بغاوت ہے(۷۱) اور اُسے غیر موزوں، غیر صحیح اور نامناسب کہنا مغرب پرستی ہے۔ (۷۲) وہ شخص جو خواہ مخواہ اُس میں کیڑے نکالے گا وہ ریاست کا دشمن اور شرعی عدالت کی توہین کا مجرم ٹھہرے گا۔ (۷۳) اُس پر دینی حلقے اگر جذباتی ہیں تو وہ C-295 کے الفاظ کے لئے نہیں

ہے کہ ''نجی ٹی وی کے پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے سلمان تاثیر نے کہا کہ آسیہ بی بی غریب اور بے بس خاتون ہے جسے ''کالے قانون'' کے تحت موت کی سزا سے نہ صرف پاکستان بلکہ باہر کے ملکوں میں ہمارا مذاق بن گیا ہے (روزنامہ ایکسپریس، کراچی مورخہ ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء) اور ''روزنامہ نوائے وقت'' میں ہے کہ ''توہینِ رسالت ﷺ کا قانون، سزائے موت جنرل ضیاء الحق کا بنایا ہوا قانون ہے اور یہ ''کالا قانون'' ہے (روزنامہ نوائے وقت، کراچی، ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء) اور ممتاز صحافی حامد میر نے اس کا تذکرہ یوں کیا کہ ''اب صدر آصف علی زرداری کے قریبی دوست پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر نے C-295 کو ''کالا قانون'' قرار دیا ہے الخ (روزنامہ جنگ، کراچی، پیر ۲۹ نومبر ۲۰۱۰ء) اور ۶ جنوری ۲۰۱۱ء کے ''روزنامہ جنگ'' اُن واقعات کی مختصر فہرست دی جو گورنر تاثیر کے قتل کا سبب بنے چنانچہ اس میں ہے کہ ''۱۱ نومبر ۲۰۱۰ء کو جب ننکانہ صاحب کی سیشن عدالت نے ایک مسیحی خاتون آسیہ بی بی کو سزائے موت دی تو مقتول گورنر سلمان تاثیر پہلی مرتبہ ۲۰ نومبر کو سامنے آئے اور آسیہ سے ملاقات کرنے شیخوپورہ جیل پہنچ گئے، وہاں انہوں نے تحفظ ناموس رسالت قانون کو ''کالا قانون'' قرار دیا'' الخ (روزنامہ جنگ کراچی، جمعرات یکم صفر المظفر ۱۴۳۲ھ، ۶ جنوری ۲۰۱۱ء، جلد ۵۷، نمبر ۶)

۷۱۔ اور سلمان تاثیر کو توہینِ رسالت قانون میں تبدیلی کے مطالبے پر فخر تھا، دیکھئے: جمعۃ المبارک ۱۷ المحرم الحرام ۱۴۳۲ھ، ۲۴ دسمبر ۲۰۱۰ء کا ''روزنامہ اُمت'' جلد نمبر ۱۵، شمارہ ۱۳۸

۷۲۔ سلمان تاثیر نے ''قانون توہینِ رسالت ﷺ'' کو غیر موزوں، غیر صحیح اور نامناسب ہی نہیں بلکہ توہین رسالت ﷺ پر دی جانے والی سزا کو ظالم سزا کہا ہے چنانچہ پریس کانفرنس میں اس کے اپنے کلمات ملاحظہ ہوں اُس نے کہا ''توہینِ رسالت ﷺ پر دی جانے والی سزائے موت ایک سخت اور بڑی ظالم سزا ہے اور قائداعظم محمد علی جناح کے پاکستان میں ایسا قانون نہیں تھا اور نہ اس قسم کی ظالم سزا ہوسکتی تھی دیکھیں: Asia Bibi Press Conference (http://www.salmantaseer.com/main.asp) بحوالہ رسالہ عاشق رسول ﷺ، از خود فیصلہ فرمائیں کہ۔۔۔۔ص ۳۹۔

۷۳۔ اسی بنا پر علماء دین مفتیان شرع متین کی جانب سے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے خلاف ایک فتویٰ جاری ہوا جو اخبارات میں شائع ہوا اور وہ یہ ہے، لاہور (نمائندہ جنگ) علماء کرام نے فتویٰ دیا ہے کہ گورنر

قرآن وحدیث کے سینکڑوں شواہد پر جان چھڑکنے کے لئے تیار ہیں اور یہ باتیں اگر کسی کو پسند نہیں تو اُس کا کیا کیا جاسکتا ہے۔

یہ بات درست ہے کہ سوچنا، سمجھنا اور فیصلہ کرنا انسان کا حق ہے مگر سچائی کو قبول کرنا اُس کا فرض ہے۔ مغربی استعمار کی سوچوں کا رُخ اپنا ہے لیکن مسلمان اپنی مدنی سوچوں اور افکار کو کسی کی غلامی کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتے اور یہ بھی صحیح ہے کہ انسان کو صیاد نہیں ہونا چاہیے

پنجاب سلمان تاثیر آسیہ کو چھڑوانے کی وجہ مُرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوگئے ''دارالعلوم حزب الاحناف'' میں جید مفتیانِ عظام اور شیخ الحدیث اور علماء دین کا ایک اجلاس ہوا جس کی صدارت صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی نے کی۔ اجلاس میں متفقہ طور پر فتویٰ جاری کیا گیا جس کی تصدیق مولانا غلام حسین قادری، انجینئر مولانا سلیم اللہ خان، مفتی نعیم اختر قادری، علامہ مفتی آصف رضا قادری، علامہ قاری مظفر حسین کھرل، مفتی صفدر علی کاظمی، مفتی محمد علی قادری جلالی، مفتی محمد خان قادری برکاتی اور علامہ مفتی الطاف حسین نے کی اور مشترکہ طور پر فتویٰ کی تائید کی ہے کہ گورنر سلمان تاثیر مُرتد اور منافق ہیں، آئین کے مطابق منافق اور مُرتد پاکستان کے کسی اعلیٰ عہدے پر فائز نہیں ہوسکتا (''روزنامہ جنگ'' کراچی جلد ۴۷، نمبر ۳۲۴، جمعرات ۱۸ ذی الحج ۱۴۳۱ھ ۲۵ نومبر ۲۰۱۰ء و ''روزنامہ ایکسپریس'' کراچی، جمعرات ۲۵ نومبر ۲۰۱۰ء) اس پر چاہیے تھا کہ حکومت ایسے گورنر کو معزول کرکے اُس کے جرم کی اُسے سزا دیتی مگر ہوا یہ کہ اُلٹا اُن علماء دین کو جنہوں نے سلمان تاثیر کو منافق اور مُرتد قرار دیا تھا ''علماءِ سُوء'' کہا گیا چنانچہ پیپلز پارٹی پنجاب کے سکیریٹری اطلاعات کا ایک بیان آیا جو اخبارات میں شائع ہوا جس کی ہیڈنگ یہ تھی ''گورنر پنجاب کے خلاف علماء کے فتووں کی کوئی حیثیت نہیں، پیپلز پارٹی پنجاب'' لاہور (نمائندہ جنگ) پیپلز پارٹی پنجاب کے سکیٹری اطلاعات فخر الدین چوہدری نے کہا ہے کہ گورنر پنجاب کے بارے میں فتویٰ جاری کرنے والے ''علماء سُوء ہیں'' میں اُن کے فتووں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے قائداعظم کو کافراعظم کہا اور شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید بینظیر بھٹو کے خلاف بھی فتویٰ دیئے (روزنامہ ایکسپریس، کراچی جمعرات ۲۵ نومبر ۲۰۱۰ء) یاد رہے کہ پاکستان کے قیام سے قبل وطن عزیز کے حصول کے مخالف اور آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کے دشمن، محمد علی جناح کے لئے ایسے کلمات بولنے اور لکھنے والے کانگریسی مولوی تھے جن کا تعلق دیوبند وغیرہ سے تھا۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مفکر اسلام پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری کی تصنیف ''تحریک پاکستان میں علماء اہلِ سنت کا کردار'' اور ''دارالعلوم حزب الاحناف'' اور اِس فتویٰ کے اجراء میں شامل علماء تو وہ ہیں کہ جن کے اسلاف جدوجہد آزادی کے روحِ رواں تھے اُن پر یہ الزام تاریخ پاکستان سے لاعلمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جو جان و جسم، مال و اسباب اور انسانی وقار کو خواہشات کو نشانہ بنائے لیکن وقار و احترام کے محور انبیاء اور مرسلین کی عزت اور ناموس کو نشانہ بنانے کی وحشت کی اجازت بھی نہیں دی جا سکتی۔ روشن خیالات کے نام پر انسانی زندگی کے سمندر میں حضور ﷺ ہی نہیں تمام انبیاء کے ناموس کو مقدس جاننے والی چھوٹی مچھلیاں بڑے وحشی ناگوں کی خوراک نہیں بن سکتیں۔

پروفیسر لاسکی کا کہنا ہے آزادی اُس فضا کا نام جسے حقوق پیدا کرتے ہیں۔ اِس حوالے سے ممالک کے اندر دو قسم کے قوانین اِس وقت رائج ہیں ''پبلک لاء'' جس کی پابندی سے طاقتور عناصر فرد کی آزادی میں مداخلت سے باز رہتے ہیں دوسرا ''پرائیویٹ لاء'' جس کی رُو سے ریاست کے باشندے ایک دوسرے کی آزادی میں مداخلت نہیں کرتے اسلامی ریاست کا قانونی مزاج یہی ہے لیکن اسلام اٹل قانون ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور حضور ﷺ کی ذات پر بحث نہیں کی جا سکتی اللہ تعالیٰ کا منزّہ عن العُیوب ہونا اور حضور ﷺ نہ صرف آپ بلکہ تمام انبیاء معصوم عَنِ الخطاء ہونا تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی نقص وعیب کی طرف بڑھے تو اُس کا یہ اقدام اُس کے اسلام کی چادر کو پھاڑ دیتا ہے۔ اگر کسی معاشرے میں کوئی شخص حضور ﷺ کی توہین کرتا ہے تو پورا معاشرا ایک دوراہے پر کھڑا ہوتا ہے۔(۷۴) یا وہ اسلام، اسلام کی اعلیٰ اقدار، روشن تاریخ، فقہا کے عدالتی فیصلے، عصمتِ انبیاء اور اپنے ایمان کے ساتھ چلنا اختیار کرے یا وہ اپنے اسلام سے دستکش ہو جائے دوسری صورت ناممکن قطعی مشکل، از بس دشوار ہے یہ ہے وہ وجہ کہ اسلامی معاشرے میں گستاخِ رسول، رسول کے دامن پر حملہ کرکے عزت نہیں پا سکتا۔ اِس گھناؤنے فعل کے ارتکاب کے بعد اُس کا جنازہ

۷۴۔ تاریخ زندہ مثالوں سے بھری پڑی ہے چاہے وہ صحابہ کا دَور ہو یا اُمت کے زوال کا دَور، ناموسِ رسالت ﷺ کے باب میں اُمت حد درجہ حساس رہی ہے اور والہانہ عقیدت سے سرشار رہی ہے اِس لئے اِس بات کی ضرورت ہے کہ نظریاتی سرحدوں کی بھی اُسی طرح حفاظت کی جائے جس طرح جغرافیائی حدود بندیوں کی، کی جاتی ہے اور معاشرے کا استحکام بھی تبھی ممکن ہے کہ شر پسند عناصر جو توہینِ رسالت ﷺ کے مُرتکب ہوں اُن کے لئے سخت ترین قانون موجود ہو تاکہ وطن عزیز فتنہ فساد سے پاک رہ سکے، کیونکہ دنیا کے ہر قانون میں ہتکِ عزت کا قانون موجود ہے (از ڈاکٹر سمیہ راحیل قاضی، روزنامہ جنگ، کراچی، اتوار، پیر، منگل ۲۸، ۲۹، ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء بحوالہ رسالہ بنام آسیہ مسیح (ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ) ص ۱۱-۱۲)

سنا، اُس سے تعلق رکھنا چہ معنی دارد، گل سڑ جانے والا عضوِ بدن بھی جسم سے جُدا کر دینا ناگزیر ہوتا ہے۔

مغرب کے روشن خیال لوگوں کی خدمت میں بھی ہم گذارش کریں گے کہ وہ تورات اور انجیل ہی کا مطالعہ کرلیں۔(۷۵) ''کتاب مقدس'' ص198 احبار باب 24 آیت 10 تا 17

۷۵۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی مقدس کتابوں ''عہد نامہ قدیم'' اور ''عہد نامہ جدید'' پر نظر ڈالی جائے تو عہد نامہ قدیم میں واضح طور پر یہ الفاظ ملتے ہیں:

''Shall not revile God (Exodus 22.28)'' اس کا مطلب ہے کہ ''خُدا کو نہ کوسنا'' اور ''بُرا بھلا نہ کہنا'' (کتاب مقدس پرانا اور نیا عہد نامہ، ص ۷۵، بائبل سوسائٹی، لاہور ۱۹۹۳ء) ''عہد نامہ قدیم'' میں آگے چل کر مزید وضاحت اور متعیّن الفاظ کے ساتھ یہ بات کہی گئی: ''اور جو خُداوند کے نام پر کُفر بکے ضرور جان سے مارا جائے، ساری جماعت اُسے قطعی سنگسار کرے خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جب وہ پاک نام پر کُفر بکے تو ضرور جان سے مارا جائے'' (احبار، باب نمبر ۲۴، آیت ۱۵ تا ۱۷ ص ۱۱۸) انگریزی کے الفاظ بھی غور سے دیکھنے کے قابل ہیں:

> And he that blasphemeth the name of the Lord, he shall surely be put to death, and all the congregation shall certainly him as wall as the stranger, as he that is bom in Land, when he blasphemeth the name of the Lord, shall be put to death (Leveticm 24:11-16)

یثاق جدید کے یہ الفاظ بھی قابلِ غور ہیں:

> Wherefore I say unto you, all manner of sin and blasphemy shall be forgiven unto men but to blasphemy against the Holy christ, shall and be forgiven unto men (Mathen 12:31)

اس کا مفہوم: ''اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ اور کُفر تو معاف کیا جائے گا مگر جو کُفر روحِ مقدس کے بارے میں ہو وہ معاف نہ کیا جائے گا'' (متی باب ۱۲: ۳۱، کتابِ مقدس، مطبوعہ بائبل سوسائٹی، انارکلی لاہور، ۱۹۹۳ء، یثاقِ جدید، ص ۱۵ بحوالہ ترجمان القرآن دسمبر ۲۰۱۰ء، ص ۴-۵) جب اِن کی کُتب میں صراحتاً ایسے لوگوں کی سزا مذکور ہے کہیں تو ہے کہ ''ساری جماعت اُسے سنگسار کردے'' کہیں ہے کہ ''باہر لے جا کر سنگسار کردے تاکہ وہ مر جائے'' اور کہیں ہے کہ ''وہ

میں لکھا ہے:

"یہ واقعہ ہے کہ دبری کی بیٹی سلومیت کے بیٹے نے پاک نام پر کفر بکا اور لعنت کی اُسے حوالات میں ڈال دیا گیا تا کہ اللہ فیصلہ فرمائے اب موسیٰ کی طرف سے حکم ملا اس لعنت کرنے والے کو لشکر گاہ کے باہر نکال کرلے جا اور جتنوں نے اُسے لعنت کرتے سُنا وہ سب اپنے اپنے ہاتھ اُس کے سر پر رکھیں اور ساری جماعت اُسے سنگسار کردے"۔

سلاطین باب اکیس میں ہے:

"اللہ اور بادشاہ کی توہین کرنے والے کی سزا سزائے موت ہے۔ دو شریر آدمیوں کو اُس مُجرم کے سامنے کرو کہ وہ اُس کے خلاف گواہی دیں تو نے خُدا پر اور بادشاہ پر لعنت کی ہے پھر اُسے باہر لے جا کر سنگسار کرو تا کہ وہ مر جائے"۔

بات اصل میں یہ ہے کہ کسی جُرم پر مُجرم کو سزا دینا اِس لئے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ یہ عمل اُس شخص کی سوزشِ قلبی کا علاج ہو جس پر جُرم کے ارتکاب سے زیادتی کی گئی ہے۔ جدید

پاک نام پر کفر بکے تو ضرور جان سے مارا جائے" اور کہیں یہ مذکور ہے کہ "جو کفر روح مقدس کے بارے میں ہو وہ معاف نہ کیا جائے" تو اسلام کو الزام دینا کیسا؟ اور پھر پوپ بینیڈکٹ اور اقلیتوں کے وفاقی وزیر شہباز بھٹی وغیرہما کا آسیہ مسیح کی سزا پر شور مچانا کیسا؟ اور اِن لوگوں کی طرف سے قانون توہینِ رسالت ﷺ کی مخالفت کیوں؟ مغرب روحانی اقداروں سے بیگانہ ہو گیا اور یہ زمانہ اپنی روح کے اعتبار سے مادے پر استوار عقلیت (Rationalism) کا شکار ہے، مسلمان بھی اِسی مادی ماحول سے متاثر ہو کر ایمان کو اپنے جلیل القدر ربّ العالمین اور حضور ﷺ کے احکام کی روشنی میں پرکھنے کی بجائے یورپی مادی عقلیت کے میزان میں تولتے ہیں اور اپنی غیرت اور خودداری سے غافل ہو جاتے ہیں اور اِس غفلت کی پیدا کردہ محرومی کا مداوا یہی ہے اُمت کی روح میں سوزِ عشق مصطفیٰ ﷺ کی تپش تیز کر دی جائے، عشق مصطفیٰ ﷺ لازمۂ ایمان ہے اور ہر مسلمان کی رگ و پے میں خون کی طرح جاری وساری ہے حقیقی مسلمان کبھی بھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی دریدہ دہن حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو (از ڈاکٹر سمیہ راحیل قاضی صاحبہ، روزنامہ جنگ، کراچی، اتوار، پیر، منگل/ ۲۸، ۲۹، ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء بحوالہ رسالہ بنام آسیہ مسیح (سٹرکٹ جیل شیخوپورہ ص ۱۱)

قوانین نے بھی اپنی توجہ اِس طرف پھیری ہے کہ وہ جرم جو اجتماعی ناموس کو مجروح کرنے والے ہوں اُن کی سزا کڑی رکھی جائے تا کہ معاشرتی بگاڑ کا کلیۃً اِزالہ ہو جائے۔ وہ شخص جو توہینِ رسالت کرتا ہے وہ دراصل رسول کو ماننے والے ہر غلامِ رسول کے گھر میں داخل ہو کر گویا ڈکیتی کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہ مُفسِد فی الارض ہوتا ہے اور یقیناً اُس کی سزا قتل ہوتی ہے۔

پاکستان ایک آزاد مملکت ہے۔ اُس کے آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی بات کی گئی ہے۔ یہ آزاد ریاست آئینی قدروں کے سائے میں پُرسکون آگے بڑھ رہی تھی کہ ایک شیری رحمٰن نامی عورت (۷۶) نے 295-C کے خلاف ترمیمی بل پیش کر کے معاشرتی پُرامن اور پُرسکون فضا کو درہم برہم کر دیا۔ (۷۷) بحیثیت رُکن اسمبلی اُن کو اندازہ کرنا چاہئے تھا کہ ملک

۷۶۔ قانون توہینِ رسالت ﷺ میں ترمیم کے نام پر "تنسیخ" کا بل پیش کرنے والی اِس عورت کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے جو رکن پارلیمنٹ ہے اِسی پارٹی کی جانب سے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہی ہے اور ایک شاتمہ عورت کی حمایت میں قانون توہینِ رسالت ﷺ کو "کالا قانون" کہنے والے صوبہ پنجاب کے گورنر کا تعلق بھی اسی پارٹی سے ہے حالانکہ ایک زمانے میں جب اُس وقت کے وزیر اعظم میاں نواز شریف نے اِس قانون میں ترمیم کرنا چاہی تو اُس ترمیم کا راستہ روکنے کی کوشش کرنے والوں میں پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اُس وقت کی قائد حزب اختلاف بے نظیر بھٹو پیش پیش تھیں چنانچہ ممتاز صحافی حامد میر لکھتے ہیں: "برادرم ارشاد احمد عارف صاحب نے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کی کتاب "چاہِ یوسف کی صداء کے صفحہ ۱۴۰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۱۹۹۰ء میں وزیر اعظم بننے کے بعد میاں نواز شریف، توہینِ رسالت ﷺ کے قانون میں ترمیم کرنا چاہتے تھے لیکن اُس وقت کی اپوزیشن لیڈر بے نظیر صاحبہ نے اِس قانون کا راستہ روکنے کے لئے بھرپور کوشش کی، بے نظیر بھٹو صاحبہ نے محمد خان جونیجو، غلام مصطفیٰ جتوئی اور اعجاز الحق کی مدد سے اس ترمیم کا راستہ روکا، جناب یوسف رضا گیلانی سے گذارش ہے کہ اپنی کتاب کا صفحہ نمبر ۱۴۰ صدر آصف علی زرداری کو بھی پڑھ کر سُنا دیں اور مناسب سمجھیں تو اِس قانون کے خاتمے کا مطالبہ کرنے والی غیر ملکی شخصیات کو بھی یہ بتادیں کہ توہینِ رسالت ﷺ کے قانون کو چھیڑنے سے پاکستان میں انتہا پسندی بڑھے گی، لوگ آئین اور جمہوریت سے متنفر ہو جائیں گے اِس لئے آپ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ (روزنامہ جنگ، کراچی، پیر ۲۹ نومبر ۲۰۱۰ء)

۷۷۔ ۲۴ نومبر ۲۰۱۰ء کو پارلیمنٹ میں جو بل داخل کیا گیا ہے اُس میں محرک نے یہ درخواست کی کہ مروجہ

میں بسنے والے کروڑوں لوگ جس ہستی پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں آزاد شہری کی حیثیت سے تمام حقوق حاصل ہیں اُن کے دل پر کیا گزری ہوگی۔(۷۸) جلتی پر تیل سلمان تاثیر نامی ایک

قانون توہینِ رسالت ﷺ 295-C اور اُس سے متعلقہ دیگر دفعات میں بنیادی تبدیلیاں کی جائیں۔ بل میں جو تبدیلیاں تجویز کی گئی ہیں اُن کا مقصود ''ترمیم'' نہیں، بلکہ اس قانون کی عملی ''تنسیخ'' ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ترمیم کی ضرورت پر غور کر لیا جائے۔ ترمیم کا عمومی مقصد قانون کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے کسی ایسے پہلو کا دُور کرنا ہوتا ہے جو قانون کے نفاذ میں رُکاوٹ پیدا کر رہا ہو یا کسی ایسے پہلو کی تکمیل مقصود ہو جو مروّجہ قانون میں رہ گیا ہو۔ اِس حیثیت سے اگر حالیہ قانون کی دفعہ 295-C اور مجوزہ ترمیم کے الفاظ کا مقابلہ کیا جائے تو صورت حال کچھ مختلف نظر آتی ہے۔ مروّجہ قانون میں 295-B میں ارتکاب جُرم کرنے والے کے لئے سزا عمر قید ہے۔

Shall be punishable with imprisonment to bile

295 میں الفاظ ہیں:

shall be punishable with death

جبکہ مجوزہ بل میں 295-B کے لئے جو متبادل الفاظ تجویز کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

Shall be punishable with imprisonment of either descriptoin for a term wich may extend of five years or with fine or both.

اسی طرح 295-C کے لئے جو متبادل الفاظ تجویز کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

Shall be punishable with imprisonment of either discription for a term which may extend to ten years or with fine or with both.

گویا دونوں مجوزہ دفعات میں اگر کوئی فرق ہے تو صرف قید کی مدت یعنی 295-B میں حد سے حد پانچ سال اور 295-C میں حد سے حد دس سال! جو انسان بھی با ہوش وحواس اِس تقابل کو دیکھے گا وہ یہی کہے گا اِس تجویز کا اصل نام ''تنسیخ'' ہے ''ترمیم'' نہیں۔ یاد رہے کہ اِس قید اور جُرمانے کے درمیان ''یا'' کا رشتہ قائم کیا گیا ہے۔ گویا سزا کے بغیر صرف جُرمانہ، جس کا بھی تعین نہیں کیا گیا ادا کر کے کوئی بھی شاتم رسول ﷺ اُمتِ مُسلمہ کا خون اور اُن کی آنکھوں میں دُھول جھونک سکتا ہے

(ترجمان القرآن، دسمبر ۲۰۱۰ء، ص ۱۵۔۱۶)

۷۸۔ اگر یہ احساس ہوتا تو سلمان تاثیر، فوزیہ وہاب جیسے لوگ ''قانون توہینِ رسالت ﷺ'' کو ختم کرنے کے درپے نہ ہوتے، چنانچہ سلمان تاثیر کا اپنا بیان ملاحظہ ہو''ملک مولویوں نے ٹھیکہ پر نہیں لیا ہوا جو ہر

شخص کا سیاہ کردار ثابت ہوا۔ عدالت میں حضور ﷺ کی توہین کرنے والی آسیہ نامی ایک عورت کو آزادی دلوانے کے لئے تاثیر نے جس سیاہ کرتوت کا ارتکاب کیا۔ اپنی بیٹی اور بیوی کی معیت میں پاکستان کا عدالتی سسٹم تباہ کر کے ایک گستاخ رسول کا مُحسن بنا نہ صرف مُحسن بنا بلکہ توہینِ رسالت کے قانون کو''کالا قانون'' قرار دیا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی موت سے تین چار دن پہلے جو انٹرویو دیا اس میں اصرار، ڈھٹائی اور ضد کے ساتھ ایک بار پھر توہینِ رسالت پر تاریخی اعتبار سے جو فیصلے کتاب وسنت کی روشنی میں ہوئے اور مُجرموں کو سزائے موت سنائی گئی اُن کا مذاق اڑایا۔ شرعی عدالت کے فیصلے کو''ناموزوں''''غیر صحیح'' اور''کالا'' قرار دیا۔(۷۹) اُس پر حملہ کر کے قتل کرنے والے ممتاز حسین قادری کا بیان ہے کہ صرف اتنا ہی نہیں یہ شخص اپنی عمومی زندگی میں بھی اسلام کا مذاق اڑاتا رہتا تھا۔ اسلام کا ایک عام طالب علم اگر تھوڑی دیر کے لئے سلمان تاثیر کی گورنری کا غلاف اُتار دے اور غور وفکر کرے تو بات کو واضح کرنے کے لئے میں اُسے کربلا لے جاؤں گا۔ اور اُس ماحول میں انسانی ضمیر سے فتویٰ لینا چاہوں گا کہ ایک ایسا شخص ہو جس نے ہندو عورت کے پیٹ سے بچے پیدا کئے ہوں۔ اُس

بات پر شور مچاتے ہیں، ۱۹۷۳ء کے آئین پر قوم متفق ہے اور یہی آئین جمہوریت کی بقا ہے''ناموسِ رسالت ﷺ کے قانون کو جلد ختم کر دیا جائے گا اور میں اپنے موقف پر قائم ہوں'' دیکھیں روزنامہ جناح، ہفتہ، ستمبر ۱۹، ۲۰۰۹ء بحوالہ رسالہ عاشق رسول ﷺ، ازخود فیصلہ فرمائیں کہ......ص ۳۹) اور کچھ ترمیم کے نام پر اس قانون کو ختم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ پیپلز پارٹی کی مرکزی سکریٹری اطلاعات فوزیہ نے اصرار کیا ہے کہ توہینِ رسالت کے قانون میں ترمیم ضرور ہوگی، دیکھئے "روزنامہ اُمت"" بدھ، ۱۹ جنوری ۲۰۱۱ء

۷۹۔ یاد رہے کہ ممتاز حسین قادری نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو اسی لئے قتل کیا کہ اس نے توہینِ رسالت ﷺ کے قانون کو''کالا قانون'' کہا تھا جیسا کہ موصوف کے اپنے بیان سے ظاہر ہے جو مختلف اخبارات میں بھی شائع ہوا چنانچہ''روزنامہ جنگ'' میں ہے کہ''گورنر پنجاب نے توہینِ رسالت کے قانون کو''کالا قانون'' کہا تھا اس لئے انہیں قتل کیا''۔ ممتاز حسین قادری (روزنامہ جنگ، کراچی، بدھ ۵ جنوری ۲۰۱۱ء) اور''روزنامہ ایکسپریس'' میں ہے کہ''ناموس رسالت ﷺ ایکٹ کو''کالا قانون'' کہنے پر گورنر کو قتل کیا''۔ ممتاز حسین قادری، (روزنامہ ایکسپریس، کراچی، بدھ ۵ جنوری ۲۰۱۱ء)

کالختِ جگر لکھتا ہو کہ میرا ابا سور کا گوشت حلال سمجھ کر کھاتا ہے۔(۸۰)

اور اس کی بیٹی کہتی ہو کہ میرا والد نہ صرف یہ کہ ناموسِ رسالت کے قانون میں ترمیم چاہتا تھا بلکہ وہ احمدیوں (۸۱) کو غیر مسلم قرار دیے جانے والی قانون کی شق کا بھی مخالف تھا(۸۲)

۸۰۔ خنزیر حرام قطعی ہے اور اُسے حلال جاننا کفر ہے چنانچہ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا اُن میں سے کسی چیز کو حلال جاننے والے کی تکفیر پر اہلِ اسلام کا اجماع ہے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، القسم الرّابع، الباب الثّالث، الفصل الرّابع: فی بیان ما هو من المقالات کفر و ما یتوقف إلخ، ص۴۰۹)، سؤر کا گوشت کھانا یقیناً کبیرہ گناہ ہے مگر کفر نہیں، ہاں اُسے حلال جاننا یہ کفر ہے کیونکہ اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ ''مسلمان کی کسی گناہ کی بنا پر تکفیر نہیں کی جاتی جب تک اُسے حلال نہ جانے (شرح بدء الأمالی، باب لا یکفر المسلم بذنب ما لم یستحله، ص۳۱۹) جیسے نماز نہ پڑھنا کبیرہ گناہ ہے مگر ترکِ نماز کو حلال جاننا کفر ہے چنانچہ امام ابوبکر رازی حنفی لکھتے ہیں کہ ''اس طرح تارکِ نماز کی تکفیر نہ کی جائے گی جب تک ترکِ نماز کو حلال نہ جانے (شرح بدء الأمالی، ص۳۲۴) لہٰذا سلمان تاثیر کے فرزند ارجمند کا اپنے باپ کے بارے میں یہ بیان اگر درست ہے تو سلمان تاثیر پہلے ہی دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا تھا۔

۸۱۔ یعنی مرزائیوں/ قادیانیوں

۸۲۔ سلمان تاثیر کی بیٹی شہر بانو نے تاثیر نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا: میرے والد مرزائیوں/ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی شق کے خلاف تھے۔ اس کی بیٹی کا یہ تفصیلی انٹرویو انڈیا کے ایک نجی ٹی وی NDTV چینل نے پروگرام The Buck Stops Here میں نشر کیا جس میں اپنے والد کے قتل کے اسباب کو بیان کرتے ہوئے اس نے کہا وہ گوجرہ کے عیسائیوں کے لئے کھڑے ہوئے انہوں نے مرزائیوں/ قادیانیوں سے ملاقات کے لئے گئے جن کے عبادت خانے میں گزشتہ سال ظالمانہ طریقہ سے حملہ کیا گیا، اُن کے ملنے ہسپتال گئے اور انہیں (مرزائیوں/ قادیانیوں) آپ کو پتا ہے کہ کافر قرار دیا گیا ہے...... اس پروگرام کے دوران جو جو باتیں بیٹی نے کہیں اُن کا خلاصہ ٹی وی اسکرین پر دکھایا گیا اور اس میں یہ لکھا تھا کہ وہ اُس آئینی شق کے خلاف تھے جس میں مرزائیوں/ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے: دیکھیں 11 Jan 2011 Jang news بحوالہ رسالہ عاشق رسول ﷺ، ص۴۲) ورقادیانی یقیناً کافر ہیں اور اس ملک کے آئین کے مطابق بھی وہ کافر غیر مسلم ہیں، اس لئے اُن کو مسلم جاننے والا، ان کو غیر مسلم قرار دیے جانے کو غلط سمجھے اور کہنے والا کبھی بھی مسلمان نہیں ہو سکتا وہ شریعت مطہرہ اور ملکی قانون دونوں کی رُو سے مُجرم ہیں، ایسے شخص کا مسلمان سے کیا تعلق؟ چہ جائیکہ اُسے کسی اعلیٰ عہدے پر فائز کیا جائے

اور وہ شراب بھی جائز سمجھ کر پیتا ہو (۸۳) اور دھت رہتا ہو۔ اور اُسے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنے میں شرم محسوس نہ ہوتی ہو۔ اور وہ مسلمان کا نکاح مُشرکہ عورت سے جائز سمجھتا ہو اور نہ صرف جائز سمجھتا ہو بلکہ اس نے تجربہ عملی طور پر نبھایا ہو وہ توہینِ رسالت کے جرم پر قتل کی سزا دینے کے شرعی قوانین کو ''کالا'' اور ''سیاہ'' قرار دیتا ہو نہ صرف یہ بلکہ ایک مُجرمہ شاتمہ بدکردار عورت کو رہائی دلوانے کی اپنی سی کوشش بھی کی ہو۔ اب میں پوچھنا چاہوں گا کہ آپ اگر کربلا میں حسین کے پرچم تلے کھڑے ہو جائیں تو لگے گا یہ ساری صفات رکھنے والا یزید ہی ہو سکتا ہے۔ سلمان تاثیر کے بارے میں جو کچھ اِس کے بیٹے نے لکھا اور جو کچھ انہوں نے خود بیان کیا وہ کافی ہے۔ ایسے عالم میں یہ کیسے ممکن تھا کہ پاکستان میں یزید کی شناخت غیر ممکن رہتی۔ تاثیر کے متعلق اُس کے بیٹے آتش تاثیر کی گواہی ملاحظہ ہو:

> My father, who drank Scotch every evening, never fasted or prayed, ever ate pork, and once said, It was only when I was in jail and all they gave me to read was the Koran-and I read it back to front several times that I realised there was nothing init for me. (Stranger to History, Page No21,22) (84)

۸۳۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا اُس شخص کی تکفیر پر اجماع ہے جو شراب نوشی کو حلال جانتا ہو (الشّفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، القسم الرّابع، الباب الثّالث، الفصل الرّابع: فی بیان ما هو من المقالات کفر و ما یتوقف إلخ، ص۴۰۹) یہ اِس لئے کہ سود، شراب، جُوا وغیرہا کو حرام جاننا ایمان سے ہے (المسایرة، الخاتمة: فی بحث الإیمان، النّظر الثّانی، ص۲۹۸) ظاہر ہے کہ جب اِن کو حرام جاننا ایمان سے ہے تو حلال جاننا کفر ہوگا۔

۸۴۔ سلمان تاثیر کے بیٹے آتش تاثیر نے اپنے باپ کے بارے میں جو لکھا اس کا مفہوم یہ ہے کہ ''میرے والد جو کہ ہر شام Scotch (شراب) پیتے تھے، انہوں نے نہ کبھی روزہ رکھا نہ ہی نماز پڑھی حتیٰ کہ وہ سؤر کا گوشت بھی کھاتے تھے اور ایک بار انہوں نے کہا جب میں جیل میں تھا (اور انہوں نے مجھے پڑھنے صرف قرآن دیا) تب میں نے اُسے اول تا آخر کئی بار پڑھا اور میں نے جان لیا اس (قرآن) میں میرے لئے کچھ نہیں''۔

میرا خیال ہے علمائے اہلِ سنت کا فتویٰ پورے تدبّر تاریخی مطالعہ عمیق تجزیے اور آئینی دائرے میں رہ کر دیا گیا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ علمائے اہلِ سنت کو سلمان تاثیر کے خلاف سخت فتویٰ دینے کی بجائے 295-c کے تحت مقدمہ درج کروانا چاہیے تھا۔ یہ مشکل اپنی جگہ کہ کسی منصب پر فائز شخصیت کے خلاف مقدمہ دائر کرنا پاکستان میں کتنا مشکل اور کتنے مالی وسائل کا تقاضا کرتا ہے لیکن چلیے اس کو تھوڑی دیر کے لئے کوتاہی سمجھ لیا جائے تو بھی سپریم کورٹ جو اللہ کے فضل سے اتنی زیرک اور چابکدست ہے کہ اشیائے خورد ونوش کے نرخ میں اضافہ ہو جائے تو سوموٹو ایکشن لے لیتی ہے تعجب ہے کہ گستاخِ رسول ﷺ کے صریح اقدامات کے باوجود نہ عدالت نے سوموٹو ایکشن لیا اور نہ ہی وزارتِ قانون نے خود مقدمہ درج کروایا۔ حالانکہ آئینی دفعات کے تحفظ کی ذمہ داری تو حکومت کی ہوتی ہے۔ (۸۵) اگر یہ ضروری ہے کہ فتویٰ دینے والے، مسجدوں میں جلسے کرنے والے، سڑکوں پر ریلیاں نکالنے والے لاکھوں کو شاملِ تفتیش کیا جائے (۸۶) تو کیا یہ ضروری نہیں کہ صدر، وزیرِ اعظم، شیری رحمٰن، وزارتوں، اسمبلیوں اور عدالتوں میں بیٹھے ہوئے تمام افراد شاملِ تفتیش کر لئے جائیں کہ

۸۵۔ ممتاز صحافی عبدالجبار مرزا نے لکھا کہ انہی دنوں جب سلمان تاثیر نے آسیہ کے ساتھ پریس کانفرنس میں توہینِ رسالت ایکٹ میں ترمیم کی بات کی تھی اگر ایوان صدر کی طرف سے اس کی تردید یا وضاحت آجاتی تو یہ صورتحال نہ ہوتی جو بن چکی ہے، (روزنامہ جنگ، کراچی پیر ۵ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ، ۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء ص ۶، عنوان ''مخلص قیادت اور عوامی بیداری'') یقیناً یہاں حکمرانوں سے بہت بڑی خطا ہوئی، آئندہ انہیں چاہیے کہ ہر اُس شخص کو حکومت سے علیحدہ کر دیں جو قرآن وسنت اور ملکی آئین کا مخالف ہو اور ''گستاخِ رسول کی سزائے موت'' یہ قرآن وسنت واجماعِ اُمت سے ثابت ایک متفق قانون ہے اور یہ قانون آئین پاکستان کا حصہ بھی ہے، اسی طرح قادیانیوں کا غیر مسلم ہونا قرآن و سنت واجماعِ امت سے ثابت ہے اور یہ آئین پاکستان کا حصہ بھی ہیں لہٰذا جو بھی ان کا مخالف ہوا سے کسی بھی اعلیٰ عہدے پر فائز نہ کیا جائے اور اُسے کسی سطح پر بھی مسلمانوں پر حاکم مقرر نہ کیا جائے کیونکہ ایسا شخص قرآن وسنت اور ملکی آئین کے ساتھ غداری کا مرتکب ہے۔

۸۶۔ انہیں شاملِ تفتیش کرنے کی بات پیپلز پارٹی کی حکومت کے ایک مسیحی وزیر شہباز بھٹی نے کی کہ ''اُکسانے اور فتوے جاری کرنے والوں کو بھی شاملِ تفتیش کیا جائے۔ وزیرِ اقلیتی اُمور (روزنامہ امت، کراچی، بدھ ۵ جنوری ۲۰۱۱ء)

گستاخ گورنر چلو اُس پر تھوڑی دیر کے لیے تسلیم کر لیتے ہیں کہ گستاخی کا محض الزام تھا مقدمہ قائم کرنے میں کیوں سستی کی گئی۔۔۔ جہاں تک ممتاز حسین قادری کا تعلق ہے اُس کے ساتھ ہمارے تعلق کی بنیاد محض دینِ اسلام کا رشتہ ہے۔ دنیوی اعتبار سے تو ممتاز حسین قادری ہماری نسبت گورنر سے زیادہ قریب تھا۔ جیسے روشنی کو مٹھی میں بند نہیں کیا جا سکتا ایمان کو زنجیریں نہیں پہنائی جا سکتیں۔ ممتاز حسین قادری نے جو کچھ کیا اس پر ہم اگر جذباتی نہ بھی ہوں تو (وفاقی وزیرِ داخلہ) عبدالرحمٰن ملک نے جو کہا کہ میرے سامنے بھی اگر کوئی حضور ﷺ کی گستاخی کرے میں بھی اُسے گولی مار دوں گا۔ (۸۷) تو جناب! عبدالرحمٰن ملک صاحب کا تو ممتاز حسین قادری سے کوئی تعلق نہیں۔ کچہریوں میں ممتاز حسین قادری کو چومنے والے سینکڑوں وُکلاء علمائے اہلِ سنت کے فتوے پر تو اُسے چوم نہیں رہے۔ (۸۸) بات صرف اتنی

۸۷۔ وزیرِ داخلہ عبدالرحمٰن ملک کے بیان پر ممتاز صحافی عبدالجبار مرزا نے لکھا کہ ''وفاقی وزیرِ داخلہ رحمان ملک نے بہت عرصے بعد کوئی واضح بات کی ہے کہ ''کوئی اُن کے سامنے شانِ رسول ﷺ میں گستاخی کرے تو وہ اُسے گولی مار دیں گے'' اسی جذبہ کا مظاہرہ ممتاز قادری نے کیا (روزنامہ جنگ، کراچی پیر ۵ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ، ۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء ص ۶، عنوان ''مخلص قیادت اور عوامی بیداری'')

۸۸۔ شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کے مرتکب فرد کے لئے موت کی سزا کے قانون کی تائید وحمایت اور گستاخِ رسول ﷺ یا اُس کے حمایتی، اُس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنے والے کے قاتل کی حمایت وتائید کچھ فقہاء، علماء اور جنونیوں ہی کا جرم نہیں تعلیم یافتہ حضرات جو مقام مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ رہے کسی بھی مداہنت کے بغیر اس مذہبی جنون کے ''جرم'' میں شریک رہے غازی علم الدین شہید (پیدائش ۸ ذوالقعدہ ۱۳۲۶ھ/ ۸ دسمبر ۱۹۰۸ء شہادت ۲۶ جمادی الآخری ۱۳۴۸ھ/ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء بروز جمعرات) نے شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی پر مبنی کتاب کے ناشر راج پال کو بروز ۶، ۱۰ اپریل ۱۹۲۹ء میں قتل کیا تو اُس کے بارے میں ممتاز صحافی اشتیاق بیگ لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کی درخواست پر قائداعظم محمد علی جناح نے علم دین کا مقدمہ لڑا، قائداعظم نے ایک موقع پر علم دین سے کہا وہ جرم کا اقرار نہ کرے۔ غازی علم دین نے کہا میں یہ کیسے کہہ دوں کہ میں نے قتل نہیں کیا، مجھے اس قتل پر ندامت نہیں بلکہ فخر ہے، کورٹ نے علم دین کو سزائے موت دی، قائداعظم لبرل تصور کیے جاتے تھے اور اُس وقت ہندو مسلم اتحاد کے بہت بڑے حامی تھے، ہندو اخبارات نے اُن پر کڑی تنقید کی، لیکن قائداعظم نے اس تنقید کو رد کرتے ہوئے کہا ''مسلمانوں کے لئے حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ ہر چیز سے بڑھ کر ہے''، علامہ اقبال نے غازی علم دین شہید کی میت کو کندھا دیا اور اپنے ہاتھوں سے

ہے کہ جس ملک میں قانون کو ویران کرنے کی کوشش کی جائے، قادری ایسے لوگ خود بخود مختلف

اُنہیں قبر میں اُتارا اور اس موقع پر علامہ اقبال نے نم آنکھوں کے ساتھ کہا تھا ''ترکھان کا بیٹا آج ہم پڑھے لکھوں پر بازی لے گیا اور ہم دیکھتے ہی رہ گئے'' (روزنامہ جنگ، کراچی بدھ ۷ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ، ۱۲ جنوری ۲۰۱۱ء، ص ۶، عنوان ''قانون توہینِ رسالت ﷺ اور غازی علم الدین شہید'') شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کے جرم میں ایک خانساماں نے ایک انگریز میجر کی بیوی کا کام تمام کردیا، سر میاں محمد شفیع (م: جنوری ۱۹۳۲ء) نے جو برطانیہ کے زیرِ تسلط ہندوستان میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رُکن بھی تھے اِس مقدمے کی پیروی کی۔ دورانِ بحث اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ ہائی کورٹ کے انگریز جج نے انہیں بڑی حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا ''سر شفیع کیا آپ جیسے ٹھنڈے دل و دماغ کا بلند پایہ وکیل بھی اس طرح جذباتی ہوسکتا ہے؟'' سر میاں محمد شفیع نے رنج اور حسرت بھرے لہجے میں جواب دیا'' جناب آپ کو نہیں معلوم ایک مسلمان کو اپنے پیغمبر ﷺ کی ذات سے کتنی گہری عقیدت اور محبت ہوتی ہے۔ سر شفیع بھی اگر اس وقت وہاں ہوتا تو وہ بھی یہی کر گزرتا جو اِس ملزم نے کیا ہے'' (ترجمان القرآن، دسمبر ۲۰۱۰ء، توہینِ رسالت کا مقدمہ، ص ۵۲) سیکولر لابی عام طور پر اس معاملہ میں علماء کرام کو ہی اپنی تنقید کا نشانہ بناتی ہے کہ یہ مسئلہ ان مولویوں کا پیدا کردہ ہے ورنہ روشن خیال، وسیع القلب، تعلیم یافتہ لوگوں کو تو اس معاملہ میں کوئی دلچسپی نہیں وہ ایسے مسائل کی تائید نہیں کرتے، ان کی اسلام سے دُوری، اِن کے ایمانوں کی کمزوری، ذہنی بے جمتی اور غلط بیانی کی واضح دلیل ایسے شخصیات کا کردار ہے جنہیں سیکولر لابی روشن خیال، وسیع القلب اور تعلیم یافتہ تسلیم کرتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مغربی قانون اور فلسفہ، قانون پر اُن کی ماہرانہ حیثیت مسلّم ہے، عرض یہ کہ کسی بھی طرح انہیں مولوی قرار نہیں دیا جاتا، اُن میں سے ایک برطانیہ میں تعلیم پانے والے اُصول پسند انسان محمد علی جناح جو جھوٹا یا مشتبہ مقدمہ لڑنا بھی پسند نہیں کرتے تھے دوسرے ڈاکٹر محمد اقبال ہیں جنہیں قوم اپنا محسن مانتی ہے، غازی علم الدین شہید کے معاملے میں ان کا کردار آپ نے پڑھا اور تیسرے ماہر قانون دان وائسرائے آف انڈیا کی ایگزیکٹو کونسل کے رُکن سر میاں محمد شفیع ہیں جن کا تذکرہ ایک شاتمہ کے قتل کیس کے ضمن میں ابھی ہوا، اب سیکولر لابی سے سوال ہے کہ یہ لوگ ماہر قانون دان، حُریت کے علمبردار ہو کر توہینِ رسالت ﷺ کے معاملے میں ایسے جذبات کیوں رکھتے ہیں؟ اور پھر سلمان تاثیر کے قتل پر ممتاز حسین قادری کو ڈکلا نے چوما اور اُسے ہار پہنائے اُن میں سے کوئی بھی مولوی تو نہیں تھا کہ جنہیں جاوید قریشی جیسے صحافی اور نام نہاد مسلمان سیاستدان مذہبی انتہا پسند کہیں، سب کے سب مغربی تعلیم سے آراستہ، اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے پھر اس واقعہ پر بہت سے لوگوں کو دُکھ، رنج و ملال ہوا خصوصاً اِس واقعہ پر ہونے والے ردِّعمل سے جیسا کہ ایک صحافی

اقدامات کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ (۸۹)

باقی رہا نماز جنازہ پڑھنا اِس معاملے میں جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں جنازے مسلمانوں کے پڑھے جاتے ہیں جنازے اللہ کو ماننے والوں کے پڑھے جاتے ہیں جنازے رسول معظم کو رسول جان کر انکی عزت کرنے والوں کے پڑھے جاتے ہیں جنازے اسلام پر دل وجان سے یقین رکھنے والوں کے پڑھے جاتے ہیں بلاشبہ گناہ گار لوگوں کو بھی جنازوں کے بغیر پھینک نہیں دیا جاتا لیکن وہ اپنی سرکشیوں پر ڈٹتے نہیں، اللہ سے توبہ کرتے رہتے ہیں، نماز جنازہ تو دعا ہے، مومن کا اعزاز ہے، مسلمان کے لیے تقریب وداع ہے جسمیں اللہ کی کبریائی کا اظہار ہوتا ہے اور امام کے سامنے پڑی مسلمان کی میت کی آرزو ہوتی ہے کہ مسلمان اُسے دعائے مغفرت سے الوداع کرتے ہیں۔ جنازے کی نماز میں حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے۔

درود وسلام تو عاشقوں کا وظیفۂ محبت ہے، قرآن حکیم میں درود والی آیت کے معاً بعد حضور ﷺ کو دکھ دینے والوں کو لعنتی کہا گیا ہے۔ (۹۰) سو اصحابِ لعنت پر نمازِ جنازہ کی خوشبوئیں کیسے چھڑکی جاسکتی ہیں۔ اے کاش! جتنے سلمان تاثیر کے چاہنے والے اُن کی نماز

جاوید قریشی نے لکھا اور اپنی تحریر کو ''خونِ ناحق'' کا عنوان دیا اور اِسے ''روزنامہ ایکسپریس، کراچی'' نے اپنی منگل ۶ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ۔ ۱۱ جنوری ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں شائع کیا، تو میری جاوید قریشی اور اُس جیسے نظریات رکھنے والے دیگر حضرات سے عرض ہے کہ کیا کسی بھی گستاخِ رسول ﷺ یا گستاخِ رسول ﷺ کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے، اُسے آزادی دلانے کی تگ ودو کرنے والے، قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے پر ناراض ہونے والے، اُن سے ہمدردی کا اظہار کرنے والے، توہینِ انبیاء علیہم السلام کا راستہ روکنے کے لئے قرآن وسنت، قضایا صحابہ وقضاۃ المسلمین کے فیصلوں کی روشنی میں بنائے جانے والے قانون کو ''کالا قانون'' قرار دینے والے کے قتل پر اہلِ ایمان کے ردِّعمل پر بھی مایوسی کا اظہار کیا جاسکتا ہے؟ کوئی ایمان والا اس ردِّعمل سے مایوس نہیں ہوسکتا، ہاں وہ ضرور مایوس ہوسکتا ہے کہ جس کے دل میں ایمان کی حرارت سرد اور دل محبت رسول ﷺ سے خالی ہو اور وہ دینی محبت سے عاری ہو۔

۸۹۔ اور یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اس ملک میں قانون کو ویران کرنے کی کوشش کی گئی اور اُن میں سب سے آگے گورنر پنجاب سلمان تاثیر تھے۔

۹۰۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

جنازہ کے لیے تڑپ رہے ہیں وہ خود بھی اُس وقت کو یاد رکھ لیتے۔

تاثیر نے تو پنجاب یونیورسٹی میں توہینِ رسالت کے قانون پر اظہارِ ضد کرتے ہوئے ایک طالب علم جس نے آیت پڑھی تھی ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ (۹۱) ''مذاق کرنے والوں کے لئے ہم کافی ہیں'' بڑے تکبر سے کہہ دیا تھا کہ میں مانتا ہوں وہی کافی ہے ہمیں قانون توہین بنانے کی کیا ضرورت ہے پھر اللہ نے تاثیر صاحب کو بتا دیا کہ وہ کافی ہے۔

ایک بات ضروری سمجھتا ہوں کہ علماء کو منظور ہوگا عدالت ممتاز حسین قادری کو بیل آوٹ کر کے سلمان تاثیر کے گستاخانہ لفظوں کا جائزہ لے کہ وہ توہینِ رسالت بنتی ہے یا نہیں۔ اگر سلمان تاثیر مُجرم ثابت ہو جائے تو جنہوں نے نمازِ جنازہ پڑھی۔ وہ سب توبہ کریں (۹۲) کہ گستاخ رسول کے ساتھ یہ عقیدت کیسی؟ اور یہ بھی کہ ممتاز حسین قادری کو بری کر دیا جائے یقیناً عدالتوں کے جج جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی پسند کدو کے مقابلے میں کدو کو پسند نہ کرنے والے کو امام ابو یوسف نے کافر اور مرتد قرار دیا تھا۔ علماء کے نزدیک سلمان تاثیر کا مُجرم ہونا بھی مسلمہ ہے۔

یہ بھی کہہ دوں کہ فتویٰ تلوار نہیں، لڑائی نہیں، جھگڑا نہیں کسی کی حق تلفی نہیں یہ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے صادر ہونے والے احکام اور ہدایات کی ترسیل کا دوسرا نام ہے فتویٰ نسلِ انسانی کو اُلوہی ہدایات کے معاملے میں احتیاط سکھانے کا منہاج قویم ہے۔ فتویٰ کتاب وسنّت کو معیارِ زندگی قرار دینے کی جرأت ہے۔ صاحب فتویٰ دراصل عظمتوں کے

وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ (الأحزاب: ۳۳/۵۷)، ترجمہ: بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ کنز الایمان

۹۱۔ الحجر: ۱۵/۹۵۔ ترجمہ: بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔ کنز الایمان

۹۲۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے کہ ایک شخص قانون ناموسِ رسالت کو'' کالا قانون'' کہتا ہے اور اس کی میڈیا میں خوب تشہیر ہوتی ہے، وہ مر گیا، کیا ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا، پڑھانا جائز ہے اور ایسے شخص کا جنازہ پڑھنے، پڑھانے والوں کا حکم کیا ہے؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب سے نوازیں؟ سائل: حافظ محمد شہزاد ہاشمی گوجرانوالہ

ہمالہ پر فائز ہوتا ہے، اُس کے لئے مشکل ہوتا ہے کہ وہ رسول پیوستگی کے مقام محمود کو چھوڑ کر قعرِ

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: مسئولہ صورت میں مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وتکریم ہر مسلمان پر فرضِ اعظم ہے اور جانِ ایمان ہے، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا حکم دیا ہے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بے ادبی وگستاخی سے منع فرمایا اور اس بے ادبی وتوہین کو موجب لعنت قرار دیا اور ایسے شخص کو عذاب الیم ومہین کی وعید سنائی، اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ خود نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بے ادب گستاخوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ یعنی تاکہ ''اے لوگوں تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی تعظیم وتوقیر کرو''، اور فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ یعنی: ''اے ایمان والو: راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے''، اس آیہ کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لفظ کے استعمال سے منع فرما دیا جس سے اشارۃً، کنایۃً بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بے ادبی وگستاخی کا پہلو نکلتا ہو، الغرض کہ مذکورہ شخص نے قانونِ رسالت کو'' کالا قانون'' کہہ کر کھلی اور علی الاعلان بے ادبی وگستاخی کی اور میڈیا میں اس کلمہ ملعونہ کی تشہیر ہوئی، تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناموس وحُرمت کی حفاظت کے قانون کو'' کالا قانون'' کہنا علی الاعلان نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گستاخی کرنا صریح کفر ہے، امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ ''شفاء شریف'' میں فرماتے ہیں ''مِنْ إعظامِهِ وَإكبارِهِ صلى الله عليه واله وسلم إعظامُ جميعِ أسبابِهِ وإكرامُ مَشاهِدِهِ وأمكِنتِهِ مِن مكّةَ والمدينَةِ ومَعاهِدِهِ وما لَمَسَهُ عليه الصّلوة والسّلام أو عُرِفَ بِهِ (الشفا بتعريف حقوق المصطفى ۲/٤٤) یعنی ''حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تمام متعلقات کی تعظیم اور آپ کے نشانات اور مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے مقامات اور آپ کے محسوسات اور آپ کی طرف منسوب ہونے کی شہرت والی اشیاء کا احترام یہ سب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم وتکریم ہے''۔ اور توہین اور گستاخی ایسا کفر ہے جس کی سزا دنیا میں قتل ہے، اور جو ایسے شخص کے کفر میں شک کرے اس کا ایمان بھی جاتا رہا اور اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے گستاخوں کا قتل) ابورافع کا قتل حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں "بعث رسول الله صلى الله عليه واله وسلم إلى أبي رافع اليهودي رجالا من الأنصار أمّر عليهم عبد الله بن عتيك، وكان أبو رافع يؤذي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ويعين عليه [illegible]
''رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ابورافع یہودی کی جانب انصار کرام کے چند لوگوں کو بھیجا اور ان [illegible]

مذلت میں جا گرے۔فتویٰ چھری نہیں، چاقو نہیں، بندوق نہیں اور دھماکہ خیز مواد بھی نہیں لیکن

پر عبداللہ ابن عتیک کو امیر بنایا، ابورافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذاء دیتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مخالفین کی مدد کرتا تھا۔ ''عمدۃ القاری'' میں اسی حدیث کے تحت علامہ بدرالدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: "جواز الاغتیال علی من أعان علی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بید أو مالٍ أو رأيٍ و کان أبو رافع یعادی رسو ل الله صلی الله علیه واله وسلم ویعلم النّاس علیه" یعنی جو شخص اپنی رائے مال اور ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف مدد کرے یہ حدیث اس کے قتل کے جواز پر دلیل ہے۔ اور ابورافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دشمن تھا اور لوگوں کو بھی دشمنی پر ابھارتا تھا۔ (عمدۃ القاری ١٤/٣٧٨)

ابن خطل حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں، "انّ رَسُولَ الله صلی الله علیه واله وسلم دَخَلَ عَامَ الفَتحِ وعَلی رَأسِهِ المِغفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ ابنُ خطلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَستَارِ الكَعبَةِ فَقَالَ اقتُلُوهُ" یعنی: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فتح مکہ کے سال (مکہ میں) داخل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھا جب اس کو اتارا ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا ابن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے اور فرمایا اسے قتل کردو۔ اور اس کے علاوہ کتب احادیث میں دیگر گستاخان رسول کے حوالے بھی ملتے ہیں کہ انہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قتل کروایا۔ لہذا کسی مسلمان سے صراحتاً، اشارتاً کنایۃً کسی بھی طرح گستاخی ثابت ہو اس کی سزا قتل ہے۔

''کتاب الخراج'' امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، "قال أبو یوسف: وأیّما رجلٍ مسلمٍ سبَّ رسولَ الله صلی الله علیه واله وسلم أو کذّبه أو عابه او تنقّصه فقد کَفَر بالله وبانتْ زوجتُه" یعنی: جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا شان گھٹائے وہ بلاشبہ کافر ہو گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی (کتاب الخراج فصل فی الحکم المرتد عن الاسلام ص: ١٩٧،٨) ''ذخیرۃ العقبیٰ'' میں ہے: "قد اجمعتِ الأمةُ علی أنّ الإستخفاف بنبیّنا صلی الله علیه واسلم وبأيّ نبيٍّ کان علیهم الصّلوة والسّلام کفر سواء فعله ذلك مستحلاً أم فعله معتقد الحُرمةِ ولیس بین العلماء خلاف فی ذلك ومن شكٌّ فی کُفرهِ وعذابهِ کفرَ" یعنی: بے شک تمام اُمتِ مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنیوالا کافر ہے خواہ اُسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر بہر حال جمیع علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے، اسی میں ہے لا یغسلُ ولا یصلّی علیه ولا یکفنُ، یعنی، اُس کو غسل نہ دیا جائے اور نہ ہی نماز

علم و دانش اور عقل و بصیرت روایت و درایت اور آیات و احادیث کے تاریخی ریکارڈ کے ساتھ حق و حقیقت سے ملتحق رہنے کا نام فتویٰ ہے۔ ''جماعت اہلِ سنت پاکستان'' کے پانچ سو مفتیان کرام صرف عدد بیانی ہے وگرنہ ہزاروں ائمہ اور مفتیانِ متین رسول کریم ﷺ کے گستاخ کے بارے میں نرمی کا سوچ بھی نہیں سکتے، رہ گئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے بلبلے تو اُن سب کا معاملہ ہم اللہ پر چھوڑتے ہیں اور قارئین کو رسول کریم ﷺ کے ناموس کے معاملے میں اللہ یاد کرانے کے لئے قرآن کریم کی طرف رُجوع کرتے ہیں۔

اللہ کی کتاب میں ایک سورت ''سورہ لہب'' نام کی بھی اُتری ہے جو ہمیں سکھاتی ہے کہ وہ رشتہ داریاں اور تعلق جن میں ایمان و عقیدہ نہ ہو اُس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی مردانِ خُدا ہمیشہ منحرف، جبار اور سرکش لوگوں کی بدتمیزیوں کے خلاف برسرِ پیکار رہتے ہیں کیوں نہ وہ

جنازہ پڑھی جائے، جو اس کو مسلمان جانیں یا اس کا جنازہ پڑھے یا اس کے دعائے مغفرت کرے اس کا اپنا ایمان و نکاح جاتا رہے گا قرآن مجید میں ہے ﴿وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ ''ترجمہ: کبھی نماز نہ پڑھ ان کے کسی مردے پر نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور فسق ہی مر گئے (سورۃ توبہ: ٩/ ٤٨) لہذا ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا حرام اور جنہوں نے جنازہ پڑھا ان پر تجدید ایمان و نکاح کے بعد توبہ استغفار لازم ہے۔

کتبہ: مفتی محمد تنویر القادری

دالافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِهانتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مُرتکب شخص کی سزا اُسے قتل کیا جاتا ہے جو کہ قرآن سنت اور اجماعِ اُمت کے دلائل سے ثابت ہے اور اسی کے مطابق ملکی قانون بھی ہے لہذا شخص مذکور کا اُسے ''کالا قانون'' کہنا صریح کفر ہے اور اھانتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مرتکب افراد کی حمایت کے مترادف ہے اس لئے ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اُس کی سزا بھی شرعاً وہی ہے جو شاتم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے فتویٰ مذکورہ درست ہے لہذا اس کی تائید کی جاتی ہے۔

....

الجواب الصحیح: عبدالستار سعیدی غفرلہ

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاھو لاہور

لوگ اُن کے رشتہ دار ہی ہوں "سورہ لہب" اعلان کرتی ہے ابولہب کے ہاتھ توڑ دیئے گئے ہیں۔ کفر، گستاخی اور بدی دریا کی جھاگ کی طرح اُبھرتے ہیں لیکن اُن کا منطقی انجام قعرِ مذلّت ہوتا ہے۔ قرآن کریم کا یہ حصہ ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ گستاخوں کے ساتھ مداہنت برتنے کی تمام رسیاں کاٹ دی گئی ہیں۔

"سورہ لہب" گستاخِ رسول ﷺ کے لئے ایک سنگین تعزیر بھی ہے اور عشقِ رسول ﷺ رکھنے والوں کے لئے درود و سلام کا ایک آہنگ بھی۔ آؤ "سورہ لہب" پڑھکر اِس بات کا اظہار کریں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں کی جانے والی تمام گستاخیاں، بے باکیاں اور بدتمیزیاں قعرِ مذلّت میں پھینک دی گئی ہیں، اَب ہم قرآن مجید کا یہ اعلان سمع و اطاعت کے جذبے سے سُنتے ہیں کیوں نہ کوئی ملت فروش، چشمہ پوش اور شیدائے ناؤنوش اسکورُ ا جائے۔

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ○ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ○ سَيَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ○ وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ○ فِیْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ○ (۹۳)

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو ہی گیا۔(۹۴) اُسے اُس کا مال کچھ کام نہ آیا اور نہ ہی وہ جو اُس نے کمایا(۹۵) وہ جلد ہی اُس آگ میں جا ملے گا جس کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ اور اُس کی وہ بیوی (۹۶) بھی

۹۳۔ اللھب: ۴/۱۱۱

۹۴۔ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ ہے، عبدالمطلب کا بیٹا اور سید عالم ﷺ کا چچا تھا، بہت گورا خوبصورت آدمی اس لئے اُس کی کنیت ابولہب ہے اور اِسی کنیت سے وہ مشہور تھا اور دونوں ہاتھ سے مراد اُس کی ذات ہے (تفسیر خزائن العرفان، سورۃ اللّھب، ۱/۱۱۱، ص ۷۱۵)

۹۵۔ یعنی اُس کی اولاد مردی ہے کہ ابولہب نے جب پہلی آیت سُنی تو کہنے لگا کہ جو میں اپنی جان کے لئے اپنے مال اور اولاد کو فدیہ کر دوں گا، اِس آیت سے اُس کا ردّ فرمایا گیا کہ یہ خیال غلط ہے کہ اُس وقت کوئی چیز کام آنے والی نہیں، (تفسیر خزائن العرفان، سورۃ اللّھب، ۱/۱۱۱، ص ۷۱۵)

۹۶۔ اُمِّ جمیل بنت حرب بن اُمیہ ابوسفیان کی بہن جو رسول اللہ ﷺ سے نہایت عناد و عداوت رکھتی تھی اور باوجودیکہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سید عالم ﷺ کی عداوت میں انتہاء کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسول کریم ﷺ کے راستہ میں ڈالتی تا کہ حضور اور حضور کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذاء رسانی اُس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اِس کام کے لئے کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔

جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔ اُس کے گلے میں کھجور کی چھال کی رَسّی ہے۔(۹۷)

اے میرے اِلٰہ! تو نے جیسے ابولہب کو گستاخیوں کی وجہ سے بھڑکتی آگ میں جھونکا آج بھی ہر رُشدی ملعون (۹۸) کے لئے آگ کے شعلے بھڑکا وہ قوم جو تیرے نبی کے خاکے بنا کر تیری قدرت کا مذاق اڑائے اُس پر آگ برسا شعلے بپا کر، انہیں دوزخ کا ایندھن بنا ------! یا عشاق کے بازوؤں میں توانائی پیدا کر کہ وہ گندی قوم کا احتساب خود کر سکیں۔

ہمارے رب! تو نے اُمِّ جمیل کی گندی گردن میں رَسے ڈالے، تیرے جلال کا تجھے عظیم واسطہ ہر تسلیمہ نسرین (۹۹) کی گردن میں بٹے ہوئے رسے ڈال مسلمانوں کو شعور عطا فرما

۹۷۔ جس سے کانٹوں کا گٹھا باندھتی تھی، ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام کرنے کے لیئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی، ایک فرشتے نے بحکم الٰہی اُس کے پیچھے سے اُس گٹھے کو کھینچا وہ گرا اُسی سے اُس کے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔ (تفسیر خزائن العرفان، سورۃ اللّھب، ۵/۱۱۱، ص ۷۱۵)

۹۸۔ یہ ہندی نژاد برطانوی ملعون گستاخ ہے اس نے رسوائے زمانہ کتاب "شیطانی آیات" لکھی جس کے منظرِ عام پر آنے پر ہر طرف غم و غصے کی لہر دوڑ گئی، عالمی سطح پر سلمان رُشدی کے خلاف احتجاج و مظاہرے ہوئے، خود انگلینڈ کے طول و عرض ہیں مسلمان جلسے و جلوس اور قراردادوں کے ذریعے اس مردود کتاب پر پابندی عائد کرنے اور اہانتِ رسول ﷺ کے جرم میں ملعون رُشدی کو قرار واقعی سزا دینے کا زبردست مطالبے کرنے لگے اور اس موذی کے واجب القتل ہونے کے فتاوی عالم اسلام میں متعدد مقامات سے جاری ہوئے اور اس کے ردّ میں بہت کچھ لکھا گیا اُن میں سے مشہور ردّ علامہ ابوالفضل عبداللہ بن صدیق غماری (متوفی ۱۴۱۳ھ) کا رسالہ ہے جو "السّیف البتّار لمن سب النبی المختار" کے نام سے شائع ہوا، اور علامہ محمد ظہیر الدین قادری نے متعدد ردّ مختلف ناموں سے لکھے جو "عقائد اہلِ سنّت" (مطبوعہ: فرید بک اسٹال، لاہور) میں شائع ہوے۔

۹۹۔ تسلیمہ نسرین ایک ملعونہ گستاخ عورت ہے جس کے بارے میں ہفت روزہ "راشٹر سہارا" دہلی ۲۵ ستمبر ۱۹۹۴ء میں مذکور ہے کہ ۳۱ سالہ تسلیمہ نسرین ایک عام ڈاکٹر ہے۔ اگرچہ اب اُس نے اِس مشغلہ کو ترک کر کے عورتوں کی نام نہاد آزادی اور اُن کے حقوق کے سلسلے میں لکھنا شروع کر دیا ہے، کالج میں پڑھنے کے زمانے سے وہ اسلام دشمن طبیعت کی مالک رہی ہے۔ اکثر اپنے والدین سے نماز، روزہ اور

کہ وہ سمجھیں ــــــــــــ، وہ جانیں ــــــــــــ

اُن کا عقیدہ ہو: محکم ایمان، مضبوط نظریہ، نا قابل شکست تصدیق، ''آبروئے ما ز نام مصطفٰی است'' (۱۰۰)۔

تلاوت قرآن کریم کے بارے میں مباحثہ بھی کرتی رہتی اور اُن سے یہاں تک کہہ دیتی: امی جان! آخر ان عبادات سے فائدہ کیا ہے؟ میں تو نہ اللہ کو مانتی ہوں نہ ہی اس جنت پر ایمان رکھتی ہوں جس کی تمنا تم کرتی ہو؟ اس کی ماں جواب میں کہتی ''بیٹی! یہ تمہارا موقف اسلام کے خلاف معاندانہ ہے'' اس کے اس معاندانہ نظریہ کا اصل سبب اُس کی آزادانہ تفریح اور اجنبی مردوں کے ساتھ مجلسوں اور محفلوں میں اسلام کے مطالعہ کے بغیر اس پر بحث تنقید ہے، انہی نظریات کی مظہر اس کی تحریریں ہیں (تحفظ عائدِ اہلِ سنت، بنگلہ دیش کی تسلیم نسرین، سلمان رُشدی کی ہمزاد، ص ۲۶۵) اور اُس نے ''لجاء'' نامی بدنام ناولوں کے ذریعے اسلام اور احکام اسلام پر رکیک و ذلیل حملے اور باغیانہ خیالات کا اظہار کیا تو ہر طرف احتجاج اور مظاہرے ہونے لگے اس کو فنا فی النار کرنے والے کے لئے بنگلہ دیشی کرنسی میں پچاس ہزار ٹکے کے انعام کی اعلان ہونے لگا، ایک بار پھر عالم اسلام کراہ اُٹھا ـــ غیرت مند مسلمان کے جذبات بھڑک اُٹھے۔ تسلیم نسرین کے نظریات وافکار پوری طرح سلمان رُشدی کی طرح اسلام دشمنی پر مبنی ہیں اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ تسلیم نسرین سلمان رُشدی کی ہمزاد ہے تو بے جا نہ ہوگا تفصیل کے لئے دیکھیے۔ (تحفظ عقائد اہلِ سنت، ص ۲۶۵)

۱۰۰۔ یعنی ہماری آبرو مصطفٰی ﷺ کے نام سے ہے، جب آبرو کی بات آئی ہے تو اس کے تحت احقر عرض کرتا ہے کہ دنیا میں ایک عام آدمی کی ہتکِ عزت قابلِ تعزیر جرم ہے، ہر معاشرے، ہر ملک، ہر قوم میں اس کے لئے قانون وضع کیا گیا ہے، جب عام آدمی کی ہتکِ عزت قابل تعزیر جرم ہو تو اس ذات کی ہتکِ عزت کیوں نہ قابلِ تعزیر ہو، جو اربوں سے زائد انسانوں کو اپنی جان و مال ہی نہیں بلکہ اپنی ذات سے بڑھ کر محبوب ہے، جس کی عزت سے اُن کی عزت وابستہ ہے، جس کے نام سے اُن کا نام متعلق ہے، جس کی توہین سے اُن کی اپنی عزت، اُن کے دین، اُن کے آئین اور اُن کی ملت کی توہین ہوتی ہے، کیونکہ مسلمانوں کی آبرو حضور سرورِ کائنات ﷺ کے نام سے ہے ''آبروئے ما ز نام مصطفٰی است''۔

مآخذ و مراجع

☆ القرآن الكريم

☆ الإجماع، لابن المنذر، الإمام أبى بكر محمد بن إبراهيم النيسابورى (ت۳۰۹ھ) تحقيق: د. فواد عبد المنعم أحمد، دار المسلم، الرياض، الطبعة الأولىٰ ۱٤۲٥ھ۔ ۲۰۰٤م

☆ أحكام القرآن للرّازى، الإمام أبى بكر أحمد بن على الحنفى (ت ۳۷۰ھ) دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۱م

☆ الأشباه و النّظائر، لابن نجيم، الإمام زين الدّين بن إبراهيم بن محمد المصرى الحنفى (ت ۹۷۰ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱۳ھ۔ ۱۹۹۳م

☆ الأشرف على مذهب أهل العلم، لابن المنذر، الإمام أبى بكر محمد بن إبراهيم النيسابورى (ت۳۰۹ھ) خرّج أحاديثه عبد الله عمر البارودى، دار الفكر، بيروت، ۱٤۱٤ھ۔ ۱۹۹۳م

☆ البحر الرّائق شرح كنز الدقائق، لابن نجيم، العلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المصرى الحنفى (ت ۹۷۰ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

☆ تاريخُ بَغداد (مدينةُ الإسلام)۔ للبغدادى، الإمام أبى بكر أحمد بن على الخطيب (ت ٤٦۳ھ)، تحقيق صدقى جميل العطّار، دارالفكر، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۷٤ھ۔ ۲۰۰٤م

☆ تحفّظِ عقائدِ اهلِ سُنّت مع ايمان آيات بجواب شيطانى خرافات، للعلامة محمد ظهير الدين القادرى، فريد بك اسٹال، لاهور، طبع اول ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

☆ تفسير ابن أبى حاتم، الإمام الحافظ عبد الرحمن بن أبى حاتم محمد التّميمى

الحنظلی الرّازی (ت ٣٢٧ ھ)، ضبطه أحمد فتحی عبد الرحمن حجازی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

☆ تفسیر خزائن العرفان = خزائن العرفان

☆ الجامع لأحکام القرآن ۔ للقُرطبی، الإمام أبی عبد الله محمد بن أحمد الأنصاری المالکی (٦٦٨ ھ)، دار إحیاء التّراث العربی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٦ھ۔ ١٩٩٥م

☆ حاشیة السِّندی علی السُّنن لأبی داؤد= فتح الودود

☆ حاشیةُ السِّندی علی السُّنَن للنّسائی۔ لأبی الحسن الکبیر، الإمام نورالدّین محمد بن عبدالهادی الحنفی (ت١١٣٨ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

☆ حسب المفتین، للعلاّمه الأمیر أبی المعالی الحنفی، مخطوط مصوّر، مخزون فی دار الکتب لجمعیّة اشاعة أهل السُّنّة، بجوار نور مسجد، میٹھادر، کراتشی

☆ خزائنُ العِرفان۔ لصدر الأفاضل، السّیّد محمد نعیم الدّین الحنفی (ت ١٣٦٧ھ)، المکتبة الرّضویة، کراتشی

☆ الخصائص الکُبریٰ۔ للسّیوطی، جلال الدّین أبی الفضل عبدالرّحمٰن بن أبی بکر الشّافعی (ت٩١١ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت

☆ الدُّرّ المنثور فی التّفسیر بالمأثور، للسّیوطی، الإمام جلال الدّین عبد الرحمٰن بن أبی بکر الشّافعی (ت ٩١١ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

☆ الدُّرُّ المُختار شرح تَنویر الأبصار۔ للحصکفی، العلامة محمد بن علی الحنفی (ت١٠٨٨ھ)، تحقیق عبدالمُنعم خلیل إبراهیم، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٢م

☆ الدرر الحکام شرح غرر الأحکام، للقاضی محمد بن فراموز الشّهیر بملا خسرو الحنفی(ت٨٨٥ھ)، طبع فی سنة ١٣٢٩ھ فی مطبعة أحمد کامل

الکائنة فی دار السّعادة

☆ ردُّالمحتار علی الدّرّالمختار ۔ لابن عابدین، العلامة السیّد محمد أمین الآفندی الشّامی الحنفی (ت١٢٥٢ھ)، دار المعرفة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ۔ ٢٠٠٠م

☆ رساله بنام آسیه مسیح (ڈسٹرکٹ جیل شیخوپوره) ابو محمد سید عبد الله رضا ناصر، مکتبة تحفظ ایمان، کراچی، دسمبر ٢٠١٠ء

☆ رساله عاشق رسول ﷺ، ابو محمد سید عبد الله رضا ناصر، مکتبة تحفظ ایمان، کراچی، ٢٠١١

☆ سُنَن ابن مَاجة۔ للإمام أبی عبد الله محمد بن یزید القَزوِینی (ت٢٧٣ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

☆ سُنَن أبِیْ داؤد۔ للإمام سلیمان بن أشعث السّجستانی (ت٢٧٥ھ)، دار ابن حزم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

☆ سُنَنُ النّسائی۔ للإمام أبی عبد الرّحمن أحمد بن شعیب الخُرَاسَانی (ت٣٠٣ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّانیة ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

☆ السُّنَنُ الکُبریٰ۔ للبیهقی، الإمام أبی بکر أحمد بن الحسین الشّافعی (ت٤٥٨ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م

☆ السّیرة النّبویّة لابن هشام، أبی محمد عبدالملک المعافری (ت٢١٣ھ) (مع الرّوض الأنف)، تعلیق طه عبدالرّؤف سعد، دارالفکر، بیروت ١٤٠٩ھ۔ ١٩٨٩م

☆ السّیفُ المسلُول علی من سب الرسول ﷺ، للسُّبکی، الشّیخ تقی الدّین أبی الحسن علی بن عبد الکافی الأنصاری الخزرجی الشّافعی (ت٧٥٦ھ)، تحقیق أبی أُسامة سلیم بن عید الهلالی، دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٦ھ۔ ٢٠٠٥م

☆ الشّفا بتعریف حُقُوقِ المُصطفیٰ۔ للقاضی أبی الفضل عیاض بن موسی بن عیاض الیَحصُبی المالکی(ت٥٤٤ھ)، دار إحیاء التُّراث العربی، بیروت،

الطّبعة الأولی ١٤٢٤ھ - ٢٠٠٣م

☆ شرحُ الشّفا۔ للقاری، الإمام علی بن سلطان محمد الحنفی المعروف بالملا علی القاری (ت ١٠١٤ھ)، صحّحہ عبداللّٰہ محمد الخلیلی، دارالکتب العلمیة، بیروت۔

☆ شرح بدء الأمالی ، للرازی، الإمام أبی بکر أحمد بن علی الرازی الحنفی، (ت ٣٧٠ھ)، تحقیق: ابی عمرو الحسینی بن عمر بن عبد الرحیم، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٢ھ- ٢٠٠١

☆ شماتت سرکار کی کوششیں اور مسلمانانِ ہند، محمد رفیق شیخ حنفی قادری (ایم۔اے) مع حُرمتِ رسول ﷺ پر سب کچھ قربان، قادری رضوی کتب خانہ، لاہور ٢٠٠٨ء

☆ الصّارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ، لابن تیمیة، الشیخ تقی الدین أبی العباس أحمد بن عبد الحلیم النمیری الحرانی (ت٧٢٨ھ) دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٤ھ- ٢٠٠٣م

☆ صَحِیحُ البُخَارِیُ۔ للإمام أبی عبد اللّٰہ محمد بن إسماعیل الجُعفی (ت٢٥٦ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ- ١٩٩١م

☆ صَحِیح مُسْلِم۔ للإمام أبی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری (ت ٢٦١ھ)، دارالأرقم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ- ٢٠٠١م

☆ فتحُ القَدیر لابن الهمام، الإمام کمال الدین محمد بن عبد الوحد الحنفی (ت ٨٦١ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت

☆ فتح الودود للسّندی، للإمام أبی الحسن الکبیر نور الدین محمد بن عبد الهادی الحنفی (ت١١٣٨ھ)، موسسة قرطبة

☆ الفَتاویٰ الرِّضَویّة۔ مع التّخریج، لإمام أهل السّنة، الإمام أحمد رضا بن نقی علی خان الحنفی(ت ١٣٤٠ھ)، رضافاؤنڈیشن، لاہور

☆ فتاویٰ قاضیخان، للإمام أبی حسن بن منصور بن أبی القاسم الحنفی

(ت ٥٩٢ھ) دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ھ- ١٩٧٣م

☆ الفتاویٰ تنقیحُ الحامدیة، لابن عابدین، العلامة السید محمد أمین بن الشامی الحنفی (ت ١٢٥٢ھ) المکتبة الحقانیة، کوئٹہ

☆ الفتاوی البزازیة، المسمّاة بالجامع الوجیز، للإمام حافظ الدین محمد بن محمد بن شهاب المعروف بابن البزار الکردری الحنفی (ت٨٢٧ھ) علی هامش الفتاوی الهندیة، دار المعرفة، بیروت، الطّبعة الثّالثة ١٣٩٣ھ- ١٩٧٣م

☆ فہم دین، للدکتور محمد اشرف آصف الجلالی، صراط مستقیم پبلی کیشنز، لاہور ٢٠٠٧ء

☆ کِتَابُ المَغَازِیُ۔ للواقدی، أبی عبد اللّٰہ محمد بن عمر(ت ٢٠٧ھ)، تحقیق محمد عبدالقادر أحمد عطا، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٤ھ- ٢٠٠٤م

☆ کنزالإیمان فی ترجمة القران، لإمام أهل السنّة، الإمام أحمد الرضا بن نقی علی خان القادری الحنفی (ت ١٣٤٠ھ)، مکتبة رضویة، کراتشی

☆ قائد اعظم: تقاریر و بیانات، ترجمہ اقبال احمد صدیق، بزم اقبال، لاہور

☆ قانون ناموسِ رسالت ﷺ، محمد اسماعیل سینئیر ایڈوکیٹ سپریم کورٹ، فیصل پبلشرز، لاہور۔

☆ المُصنّف لابن أبی شیبة، الإمام أبی بکر عبداللّٰہ بن محمد العبسی الکوفی (٢٣٥ھ)، تحقیق محمد عوّامة، المجلس العلمی، دارقرطبة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ- ٢٠٠٦م

☆ المصنّف۔ للإمام عبد الرّزاق بن همام الصنعانی (٢١١ھ)، تحقیق أیمن نصر الدّین الأزهری، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ- ٢٠٠٠م

☆ المُعْجَمُ الصَّغِیرُ۔ للطبرانی، الإمام أبی القاسم سلیمان بن أحمد (ت ٣٦٠ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، ١٤٠٣ھ- ١٩٨٣م

☆ المُسْنَد، للإمام أحمد بن حنبل (ت ٢٤١ھ)، المکتب الإسلامی، بیروت

☆ مُسْنَدأبی یعلیٰ۔ للإمام أبی یعلی أحمد بن علی الموصلی (ت۳۰۷ھ)، تحقیق الشّیخ خلیل مأمون شیحا، دار المعرفة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۶ھ۔ ۲۰۰۵م

☆ المبسوط للسّرخسی، الإمام أبی بکر محمد بن أبی سهل الحنفی (۴۸۳ھ)

☆ مختصر الصّارم المسلول علی شاتم الرّسول ﷺ، اختصره العلامة بدر الدین محمد بن علی بن محمد البعلی الحنبلی (ت۷۷۸ھ) تحقیق و تعلیق عبد العزیز بن محمد الحرجوع، مدار الوطن للنشر، للریاض، الطبعة الأولی ۱۴۲۸ھ

☆ معَالمُ السُّنَن۔ للخطابی، الإمام محمد بن إبراهیم (ت۳۸۸ھ)، تعلیق عزّت عبید الدّعاس و عادل السیّد، دارالحدیث، حِمص، سوریة، الطّبعة الأولیٰ ۱۳۹۳ھ۔ ۱۹۷۳م

☆ المسایرة فی العقیدة المنجیة فی الآخرة، لابن الهمام، الإمام کمال الدّین محمد بن عبد الواحد الحنفی (ت۸۶۱ھ)، تحقیق کما ل الدّین قاری و عزّ الدّین معمیش، المکتبة العصریة، بیروت، الطّبعة الأولی ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

☆ نسیم الرّیاض فی شرح شِفَاءِ القاضی عیاض۔ للخفاجی، العلاّمة شهاب الدّین أحمد بن محمد المصری (ت۱۰۶۹ھ)، علّق علیه محمد عبدالقادر عطاء، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۱م

☆ ماهنامه ترجمان القرآن، دسمبر ۲۰۱۰ء

☆ ماهنامه تحفُّظ، کراچی، ربیع الثّانی ۱۴۳۲ھ۔ مارچ ۲۰۱۱ء

☆ ماهنامه دلیلِ راه، لاهور، ربیع الأول ۱۴۳۲ھ۔ فروری ۲۰۱۱ء

☆ ماهنامه مصلح الدین، ربیع الثّانی ۱۴۳۲ھ۔ کراچی، فروری ۲۰۱۱ء

☆ روزنامه جنگ، کراچی ۲۱ نومبر ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه جنگ، کراچی ۲۵ نومبر ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه جنگ، کراچی ۲۸ نومبر ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه جنگ، کراچی ۲۹ نومبر ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه جنگ، کراچی ۳۰ نومبر ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه جنگ، کراچی ۵ جنوری ۲۰۱۱ء

☆ روزنامه جنگ، کراچی ٦ جنوری ۲۰۱۱ء

☆ روزنامه جنگ، کراچی ۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء

☆ روزنامه جنگ، کراچی ۱۲ جنوری ۲۰۱۱ء

☆ روزنامه نوائے وقت، کراچی ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه ایکسپریس، کراچی ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه ایکسپریس، کراچی ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه ایکسپریس، کراچی ۵ جنوری ۲۰۱۱ء

☆ روزنامه ایکسپریس، کراچی ۲۵ نومبر ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه ایکسپریس، کراچی ۱۱جنوری ۲۰۱۱ء

☆ روزنامه ایکسپریس، کراچی ۱۲جنوری ۲۰۱۱ء

☆ روزنامه امت، کراچی ۲۴ دسمبر ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه امت، کراچی ۱۷ جنوری ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه امت، کراچی ٦ جنوری ۲۰۱۰ء

☆ روزنامه امت، کراچی ۱۲ جنوری ۲۰۱۰ء

☆ روزنامہ امت، کراچی ۱۹ جنوری ۲۰۱۱ء

☆ روزنامہ جناح، ۱۹ ستمبر ۲۰۰۹ء

☆ روزنامہ آغاز، کراچی ۲۵ نومبر ۲۰۱۰ء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان

کے تحت صبح ورات کو حفظ وناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ وناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان

کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان

کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان

کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنت کی کتابیں مفت شائع کرکے تقسیم کی جاتی ہے۔خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان

کے زیر اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نماز عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب وکیسٹ لائبریری

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان

کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء اہلسنت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں

ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا